مرد اور عورت کی نماز میں فرق

احادیث مبارکہ کی روشنی میں

شیخ الحدیث علامہ قاضی
عبدالرزاق بھترالوی حطاروی مدظلہ العالی
مہتمم جامعہ جماعتیہ مہر العلوم شکریال راولپنڈی

مکتبہ امام احمد رضا
کری روڈ راولپنڈی

مرد اور عورت کی نماز میں فرق

احادیث مبارکہ کی روشنی میں

شیخ الحدیث علامہ قاضی

عبدالرزاق بھترالوی حطاروی مدظلہ العالی

مہتمم جامعہ جماعتیہ مہر العلوم شکریال راولپنڈی

مکتبہ امام احمد رضا کری روڈ راولپنڈی

نام کتاب: مرد اور عورت کی نماز میں فرق احادیث مبارکہ کی روشنی میں

مصنف: محقق العصر شیخ الحدیث علامہ عبدالرزاق بھترالوی مدظلہ

کمپیوٹر گرافکس: حافظ محمد اسحاق ہزاروی

کمپوزر: حافظ تنویر احمد ہزاروی

تحقیق و تخریج: حافظ طارق حسین

تعداد: ۱۱۰۰

طباعت بار اول

ضخامت: ۲۳x۳۶/۱۶

ناشر: **مکتبہ امام احمد رضا** کری روڈ راولپنڈی

<u>ملنے کے پتے</u>

- جامع مسجد غوثیہ ایف ۶ /۱۱ اسلام آباد
- جامعہ جماعتیہ مہر العلوم شکریال راولپنڈی
- اسلامک بک کارپوریشن کمیٹی چوک راولپنڈی
- احمد بک کارپوریشن کمیٹی چوک راولپنڈی
- مکتبہ امام احمد رضا کری روڈ راولپنڈی

﴿پیش گفتار﴾

"بسم الله الرحمن الرحیم نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد"

دین اسلام جن پانچ ستونوں پر قائم ہے ان میں ایمان کے بعد نماز کو نہایت اہمیت حاصل ہے۔جس کا تذکرہ قرآن کریم کے متعدد مقامات پر کیا ہے اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالی نے شب معراج لامکان پر بلاکر اپنے حبیب ﷺ کو امت کے لیے جو تحائف عطا فرمائے ان میں سے ایک نماز بھی ہے ۔حضور ﷺ نے اس کے مقام کو آشکار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔"الصلوۃ معراج المؤمنین "نماز مومنوں کی معراج ہے" یہی وہ نماز ہے جو بندے کو رب کائنات کی بارگاہ میں شرف باریابی عطا کرتی ہے۔

پھر نماز پڑھنے والے مختلف انداز سے نماز پڑھتے ہیں اور ان کے مختلف طرق ائمہ عظام کی طرف منسوب ہیں اور ہر امام دعوی کرتا ہے نبی کریم ﷺ کا ارشاد "صلوا کما رایتمونی اصلی" کے مطابق ہماری نماز ہے۔امت مسلمہ میں ان اختلافات کا بڑا اضطراب پایا جاتا ہے۔

فقہ اسلامی کے ماٴخذ ومصادر میں اگر چہ اجماع، قیاس، اقوال صحابہ،مصالح مرسلہ، عرف وعارف، ذرائع اور استصحاب حال کی ایک نمایاں حیثیت ہے،مگر قرآن سنت کی کلیدی حیثیت سے انکار بھی ممکن نہیں ۔قرآن مجید قطعی الثبوت ہے۔یہی وجہ ہے کہ یہ صاحبان عقل وخرد کی تحقیقات وتدقیقات کے لیے کچھ زیادہ آزمائش نہ بن سکا،لیکن تمام روایات کے قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ نہ ہوسکنے کی وجہ سے یہ گوشہ ان اصحاب کی مختلف تعبیرات کا محل بنا،اور علمی ذوق رکھنے والے جلیل القدر افراد نے اپنے اپنے علم وفن کا بھرپور مظاہرہ کیا۔فکری استعداد کا تفاوت مختلف فیہ نتائج پر منتج ہوا جس کے باعث عبادات ومعاملات میں مختلف فکری سامنے آئیں۔

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ شاہ تراب الحق قادری مدظلہ العالی رقم طراز ہیں:

اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: امام اجل سفیان ابن

عیینہ کا ارشاد ہے "الحدیث مضلة الا للفقھاء" حدیث گمراہ کرنے والی ہے سوائے مجتہدین کے۔اسکی شرح میں امام ابن الحاج مکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"انکی مراد یہ ہے کہ غیر مجتہد کبھی ظاہر حدیث سے جو معنی سمجھ آتے ہیں ان پر جم جاتا ہے حالانکہ دوسری حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ یہاں مراد کچھ اور ہے یا وہاں کوئی اور دلیل ہے جس پر اس شخص کا اطلاع نہیں"۔

اس پر فتن دور میں کچھ حضرات چند اردو کتب پڑھ کر اپنے آپ کو محدث اور جرح وتعدیل کا امام گردانتے ہیں اور دین کا ٹھیکدار سمجھنے لگتے ہیں۔انہوں نے احناف کی نماز کے خلاف پروپیگنڈہ کر رکھا ہے اور حنفی مسلمانوں کی نماز کو خلاف سنت اور احادیث کے مقابل اماموں کی نماز گردانتے ہیں۔ اور اپنی تنظیم کو "ہدایت کا گھر" کہنے والے شر پسند عناصر نے یہ طریقہ واردات شروع کر رکھا ہے کہ حنفی عورتوں کو درس قرآن کے نام پر بہلا پھسلا کر ان کو گمراہ کرنے کی ناپاک سازش کی جاتی ہے۔اوران سے کہا جاتا ہے:

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "صلوا کما رایتمونی اصلی" کہ تم اسی طرح نماز پڑھو جس طرح تم مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔لہذا تم یہ کیسے سجدہ کرتی ہو کہ اس طرح تو کتے بیٹھتے ہیں اپنے بازؤوں کو اپنی بغلوں سے دور رکھو"

یہ کہہ کر یہ لوگ اپنی جہالت کا اظہار کرتے ہیں یا یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ لوگ یورپین تہذیب کے دلدادہ ہیں جو عورت کو باپردہ دیکھنا نہیں چاہتے۔حالانکہ متعدد احادیث سے "مرد اور عورت کے نماز میں فرق" مہر نیم روز کی طرح عیاں ہے۔

اسی قسم کا واقعہ جناب سید عثمان وجاہت صاحب کے اہل خانہ سے پیش آیا۔ان کو سخت پریشانی لاحق ہوئی۔اور اسی مسئلے کے تحریر حل کے لیے انکی نگاہیں ملک کے اطراف واکناف میں پھیلے ہوئے دین متین کی خدمت کرتے ہوئے متعدد علمائے کرام پر پڑتی ہے۔بالآخران کی نگاہ ایک ایسی شخصیت پر آ کر رک جاتی ہے جو کہ عالم بے عدیل، معلم بے مثال، محقق ومدقق، فقیہ ومحدث، عالم باعمل،، فقیر منش، بناوٹ وتصنع سے حقیقی معنوں میں کوسوں دور، تکبر وغرور کی بیماری

سے مکمل آزاد، ظاہر و باطن کا ایک ہی رنگ، پروقار اسلاف کا اعلی پرتو، دین حق کا بے باک ترجمان، ہمیشہ ادب و احترام کا بھرم رکھنے والی، ائمہ اہلسنت کے علوم کے محافظ ہیں۔ جن کو عبدالرزاق بھترالوی حطاروی مدظلہ العالی سے موسوم کیا جاتا ہے۔

استاذی المکرّم نے ان مختلف فیہ مسائل پر اگرچہ اپنی تصنیف ''نماز حبیب کبریا'' میں سیر حاصل بحث فرمائی ہے۔ تاہم قبلہ شاہ صاحب کے ارشاد پر عمل کرتے ہوئے الگ رسالہ تحریر فرمایا۔

قبلہ استاذی المکرّم نے تصنیف تالیف کے میدان میں بہت کام کیا ہے۔ اس وقت اندرون و بیرون ملک آپ کی تقریبا پچاس تصانیف عوام وخواص سے مقبولیت حاصل کر چکی ہیں جن میں تذکرہ الانبیاء، موت کا منظر، تفسیر نجوم الفرقان اور حاشیہ ھدایہ قابل ذکر ہیں۔

اہل سنت کے لیے خوشخبری یہ ہے کہ آپ کا ھدایہ شریف پر حاشیہ اللہ تعالی کے فضل و کرم سے مکمل ہو چکا ہے، اور اس کی دو جلدیں طباعت سے آراستہ ہو کر منصہ شہود کر آچکی ہیں اور تفسیر نجوم الفرقان سورۃ المائدہ کی تفسیر تحریر فرما رہے ہیں آٹھ جلدیں چھپ چکی ہیں اور باقی زیر طباعت ہیں۔ اسی طرح ناچیز کی عرض پر شرح معانی الآثار کا خلاصہ بھی تحریر فرما رہے ہیں۔

''**مکتبہ امام احمد رضا**'' راولپنڈی کا ایک مشہور اشاعتی ادارہ ہے جو عرصہ دو سال میں قبلہ استاذی المکرّم کی ایک درجن سے زائد کتب نشر کر چکا ہے اور یہ سلسلہ تاحال جاری ہے۔ قارئین حضرات سے عرض ہے ہمارے ادارے ''جامعہ جماعتیہ مہر العلوم'' اور اس کے تحت چلنے والے ''مکتبہ امام احمد رضا'' کے ہے دعا فرمائیں کے اللہ تعالی ہمارے اداروں کو ترقی عطا فرمائے اور قبلہ استاذ المکرّم کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔

ناچیز

حافظ محمد اسحاق ہزاروی

جامعہ جماعتیہ مہر العلوم

راولپنڈی

وجہ تالیف:

''مرداورعورت کی نماز وعبادات میں فرق'' رسالہ لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ کچھ عرصہ پہلے صاحبزادہ سید عثمان وجاہت چشتی صابری مدظلہ العالی نے فرمایا کہ آجکل غیر مقلدین مرد اور عورت کی نماز کی برابری دے رہے ہیں۔اسلئے ایک رسالہ تحریر کیا جائے جس میں سلف صالحین کا صدیوں سے جس مسئلہ پر اتفاق آرہا ہے اسے احادیث سے واضح کیا جائے۔

راقم چونکہ تدریس وتحریر کے کام میں مشغول بھی رہتا ہے اور بیمار بھی۔اس لئے آپ کے ارشاد پر عمل کرنے میں کچھ دیر ہوگئی ورنہ میں کچھ مسائل ''نماز حبیب کبریا'' میں اور کچھ مسائل ''اسلام میں عورت کا مقام'' میں تحریر کر چکا تھا۔معمولی توجہ کی ضرورت تھی، رمضان شریف سے پہلے آپ نے پھر یاددہانی کرائی لیکن رمضان شریف میں پھر سخت بیمار ہوگیا۔بظاہر موت کے قریب پہنچ گیا، اللہ تعالی کے فضل وکرم اور کچھ حضرات کی دعاؤں سے صحت حاصل ہوئی اب کچھ بیٹھنے اور لکھنے کی ہمت حاصل ہوئی تو سب سے پہلے آپ کے ارشاد پر عمل کیا اللہ تعالی کا شکر ہے کہ اپنی زندگی میں صاحبزادہ صاحب کے ارشاد پر عمل کرسکا۔اور مجھے امید ہے کہ سنی حنفی عورتیں اور مرد غیر مقلدین کے دامِ فریب میں نہیں آئیں گے۔جو طریقہ نبی کریم ﷺ، صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ عنہم کے زمانہ سے آرہا ہے اسے اب تبدیل کرنے کی ناپاک سازش ہے۔

غیر مقلدین کا دعوی بغیر دلیل کے ہے، نہ ہی وہ کوئی آیۃ کریمہ پیش کرسکتے ہیں اور نہ ہی کوئی حدیث مبارک پیش کرسکتے ہیں جس میں نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہو کہ عورت اور مرد کی نماز میں کوئی فرق نہیں، زبانی دعوی کی کوئی حیثیت نہیں۔

آجکل ہدایت دینے کی آڑ میں گمراہی پھیلانے کی بھرپور کوشش جاری ہے لیکن اللہ تعالی اہل علم کے ذریعے ان کی کوشش کو باطل کررہا ہے۔''اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ'' ہمیں سیدھی راہ پر قائم رکھ۔ (آمین ثم آمین)

الحافظ القاضی عبدالرزاق بھترالوی، حطاروی

۱۷ اکتوبر ۲۰۰۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد الله الذی هدانا الصراط المستقیم والصلوة والسلام علی نبیه الرؤف الرحیم وعلی آله واصحابه الذین قاموا علی الدین القویم۔ امابعد فاعوذ بالله من الشیطان الرجیم۔ بسم الله الرحمن O يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا O

اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی۔ اور ان کی جو تم میں سے اصحاب اُمر ہیں، اگر تمہارا جھگڑا ہو جائے کسی چیز میں تو اسے لوٹا وَ اللہ اور اس کے رسول کی طرف اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان پر قائم ہو یہ بہتر ہے اور اس کا انجام سب سے اچھا ہے۔ (۱)

آیہ کریمہ کی مکمل وضاحت راقم کی تفسیر نجوم الفرقان میں دیکھئے۔

عورتوں کی نماز:

غیر مقلدین کے نزدیک مردوں اور عورتوں کی نماز میں کوئی فرق نہیں، ان کا یہ کہنا حقیقت میں بلا دلیل ہے، اس لئے کہ ان کی دلیل ناقص اور حدیث پاک کو نہ سمجھنا ہے۔ احناف کے نزدیک مردوں اور عورتوں کی نماز میں چند وجہ سے فرق پایا جاتا ہے۔

بنیادی طور پر فرق کی وجہ یہ ہے:

کہ عورتوں کے پردے کو ہر مقام پر مدنظر رکھا گیا ہے، جن صورتوں میں عورتوں کی بے پردگی پائی جاتی ہے ان میں مردوں اور عورتوں کی نماز میں فرق کیا گیا ہے۔

احناف کا مذہب بفضلہٖ تعالیٰ احادیث سے ثابت ہے۔ صرف زبانی دعویٰ نہیں کہ یہ کہہ کر جان چھڑالی جائے کہ مردوں اور عورتوں کی نماز میں فرق پایا جاتا ہے، دلیل کی کیا ضرورت ہے؟ ہم نے کہہ دیا تو ہمارا کہنا کافی ہے۔ نہیں نہیں آیئے ذرا احادیث کی روشنی میں فرق کو دیکھیں پھر انصاف سے فیصلہ کریں کہ حقیقی اہل حدیث کون ہیں اور بناوٹی کون؟

(۱) ترجمہ نجوم الفرقان از محقق العصر علامہ عبد الرزاق بھترالوی مدظلہ ج ۵ مطبوعہ مکتبہ امام احمد رضا راولپنڈی

یقینی بات ہے کہ حقیقی اہل حدیث وہی ہیں جو احادیث کے مطابق عمل کرتے ہیں وہ تو بفضلہٖ تعالیٰ حنفی حضرات ہیں، احادیث پر عمل بھی نہ ہو نام ''اہل حدیث'' یہ تو ایسے ہی ہے کہ نظر آئے نہیں تو نام ہو ''نور جہاں'' کھانے کو روٹی نہ ملے تو نام ہو ''شاہجہاں'' اور الف باء آتا نہ ہو لیکن نام ہو ''محمد عالم'' اور ''محمد فاضل''۔

غیر مقلدین کی دلیل اور ان کا مذہب:

غیر مقلدین کا مذہب یہ ہے عورتوں اور مردوں کی نماز کے طریقہ میں کوئی فرق نہیں۔انہوں نے اپنے مذہب پر یہ دلیل قائم کی ہے کہ صحیح بخاری کی مشہور حدیث ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" صلوا کما رأیتمونی اصلی " پڑھو نماز (اے میری اُمت) جس طرح دیکھتے ہو تم کہ میں نماز پڑھتا ہوں یعنی ہو بہو میرے طریقہ کے مطابق سب عورتیں اور سب مرد نماز پڑھیں۔ پھر اپنی طرف سے یہ حکم لگانا کہ عورتیں سینے پر ہاتھ باندھیں اور مرد زیر ناف، اور عورتیں سجدہ کرتے وقت زمین پر کوئی اور ہیئت اختیار کریں اور مرد کوئی اور یہ دین میں مداخلت ہے۔یادرکھیں کہ تکبیر تحریمہ سے شروع کر کے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنے تک عورتوں اور مردوں کیلئے ایک ہیئت اور شکل کی نماز ہے، سب کا قیام، رکوع، قومہ، سجدہ، جلسۂ استراحت قعدہ اور ہر ہر مقام پر پڑھنے کی دعائیں یکساں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ذکور و اناث (یعنی مردوں اور عورتوں) کی نماز کے طریقہ میں کوئی فرق نہیں بتایا۔ (۱)

غیر مقلدین کی اپنے موقف پر دلیل ناقص ہے:

اصل اس کی وجہ حدیث پاک کو نہ سمجھنا ہے، کیونکہ جس حدیث کو مرد اور عورت کی نماز میں فرق نہ ہونے کا ذکر کیا گیا ہے اس میں مرد اور عورت کی نماز کی برابری کا کوئی ذکر نہیں، بلکہ حقیقت میں اس حدیث پاک میں خطاب ہی مردوں کو ہے۔وہ بھی باجماعت نماز کا ذکر ہے، آئیے حدیث پاک کو سمجھئے:

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت یہ ارشاد

(۱) صلوٰۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم از علامہ حکیم صادق سیالکوٹی ص ۱۶۴

فرمایا جبکہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے ساتھ نمازیں ادا کرتے رہے، اور جب وہ واپس جانے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"صلوا کما رأیتمونی أصلی" تم نماز پڑھو جیسے تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

اس حدیث پاک میں عورتوں کا کوئی ذکر نہیں، پھر اس حدیث پاک میں صحت کی حالت میں نماز پڑھنے کا ذکر ہے، مرض کی حالت میں کھڑے نہ ہونے کی طاقت پر بیٹھ کر نماز پڑھنے، اور بیٹھنے کی طاقت نہ ہونے پر لیٹ کر نماز پڑھنے، اور رکوع وسجود کی طاقت نہ ہونے پر اشارہ سے نماز پڑھنے کا کوئی ذکر نہیں۔

لہذا اس حدیث پاک میں تمام اُمت کے ہر فرد خواہ مذکر ہو یا مؤنث ہو کا کوئی ذکر نہیں، پھر یہ بھی ذکر نہیں کہ جس طرح تم مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھ رہے ہو جو میں نے حالت صحت میں ادا کی تم حالت مرض میں بھی اسی طرح ادا کرنا، دین میں مداخلت تو حدیث پاک کا مطلب غلط بیان کرنے سے ہوتی ہے، حدیث پاک کا مطلب صحیح بیان کرنے اور دوسری احادیث سے عورتوں کی نماز کا مردوں کی نماز سے فرق ثابت کرنا عین دین ہے، دین کو تبدیل کرنا نہیں اصل بات یا جہالت ہے یا بے دینی۔

عورتوں کی نماز میں فرق کرنے کی بنیادی وجہ:

اصل بنیادی وجہ یہ ہے کہ عورت کے پردے کا لحاظ کیا گیا ہے جہاں جہاں پردے کی ضرورت لاحق ہوتی ہے وہاں وہاں خود نبی کریم ﷺ کے ارشادات سے فرق واضح ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "المرأة عورة" (۱) عورت چھپانے والی چیز ہے۔

مطلب واضح ہے کہ عورت کے پردے کا لحاظ کیا گیا ہے۔

اللہ تعالی سے کوئی چیز محجوب نہیں لیکن بندہ اپنی طاقت کے مطابق شرم وحیاء کرے:

ایک شخص کے پاس کپڑا موجود ہو پھر وہ بغیر کسی عذر کے ننگے نماز ادا کرے تو اس کا ننگے حال میں نماز ادا کرنا حرام ہے، یعنی مخلوق سے بھی با پردہ ہو کر نماز ادا کرنا ضروری ہے، اسی طرح

(۱) جامع ترمذی از عیسی محمد بن عیسی ترمذی باب الرضاع ص ۱۴۰ ج ۱ مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان

رب کائنات سے بھی حجاب کرنا لازم ہے، اگر چہ رب تعالیٰ کے سامنے کپڑے حجاب تو نہیں لیکن بندہ اپنی طاقت کے مطابق شرم حیاء کا لحاظ کرتے ہوئے حجاب کرے، ننگے نماز ادا کر کے بے شرم و بے حیاء نہ بنے۔

اسی طرح عورت کیلئے بھی ضروری ہے کہ جن کاموں میں پردے کا لحاظ کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے عورت کی نماز کا فرق بیان کیا ہے، اس کے مطابق نماز ادا کرے مخلوق سے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی طاقت کے مطابق پردہ کر کے شرم و حیاء کو حاصل کر کے، احادیث سے انحراف کر کے بے شرم و حیاء نہ بنے۔

مرد کا لوگوں سے مل کر جماعت سے نماز ادا کرنا واجب ہے:

❁ "عن أبی هريرة قال قال رسول الله ﷺ والذی نفسی بيده لقد هممت ان آمر بحطب فيحطب ثم آمر بالصلوة فيؤذن لها ثم آمر رجلا فيؤم الناس ثم أخالف الی رجال وفی رواية لا يشهدون الصلوة فاحرق عليهم بيوتهم" (۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ نماز کا حکم دوں، پھر اذان کہی جائے پھر ایک شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کی امامت کرائے، پھر میں لوگوں کے گھروں کا چکر لگاؤں۔ ایک روایت میں ہے جو لوگ نماز میں حاضر نہیں ہوتے ان کے گھروں کو جلا دوں۔

عورت کا گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے:

❁ عن ابن مسعود قال قال رسول الله ﷺ صلوة المرأة فی بيتها افضل من صلوتها فی حجرتها وصلوتها فی مخدعها افضل من صلوتها فی بيتها" (۲)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت کی نماز اس کے بیت میں افضل ہے بنسبت اس کے حجرہ کے اور عورت کی نماز کمرے کے اندر کمرہ میں بہتر ہے بنسبت اس کے بیت کے۔

---

(۱) بخاری و مسلم واللفظ للبخاری مشکوۃ باب الجماعۃ وفضلھا ص ۹۵ ج ۱ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

(۲) ابوداؤد و مشکوۃ باب الجماعۃ وفضلھا ص ۹۶ ج ۱ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

تنبیہ:

بیت سے مراد وہ کمرہ ہے جس میں عورت سوتی ہے، یقیناً اس میں پردے کا لحاظ زیادہ ہوتا ہے۔ اس میں سونے کے اوقات میں گھر کے دوسرے افراد یعنی بچے وغیرہ بھی بغیر اجازت کے نہیں جاسکتے حجرہ سے مراد عام کھلا کمرہ ہے ''مخدع'' سے مراد کمرے کے اندر بند کمرہ ہے، جسے ہماری پنجابی میں پڑکوٹھڑی یا اگلی کوٹھڑی کہتے ہیں۔

اس حدیث پاک سے بھی واضح ہوا کہ عورت کے پردے کا لحاظ زیادہ کیا گیا ہے، اسی لئے جتنا زیادہ پردہ دار کمرہ ہوگا، اتنا ہی زیادہ افضل ہوگا کہ عورت اس میں نماز پڑھے۔

❁ عن أم سلمة عن رسول الله ﷺ أنه قال خير مساجد النساء قعر بيوتهن" (۱)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورتوں کی بہتر مسجد گھر کا اندرونی حصہ ہے۔

اس حدیث پاک سے بھی واضح ہوا کہ عورت کا گھر میں نماز پڑھنا بہتر ہے، جماعت سے نماز ادا کرنا افضل نہیں۔

اعتراض: عورتوں کو مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنے سے روکنا نہیں چاہئے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو مساجد میں جانے کی اجازت دینے کا حکم فرمایا:

❁ عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ لا تمنعوا نساء كم المساجد وبيوتهن خيرلهن" (۲)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اپنی عورتوں کو مسجدوں سے نہ روکو، ان کے گھر ان کیلئے بہتر ہیں۔

اس حدیث پاک سے واضح ہوا کہ عورتوں کو مساجد سے روکنا منع ہے، بلکہ ان کو اجازت دینے کا حکم دیا گیا ہے، تم کس لئے روکتے ہو، اور کہتے ہو کہ عورتیں مساجد میں جماعت سے نماز ادا نہ کریں۔

(۱) مسند احمد بن حنبل ص ۲۹۷ ج ۶ مطبوعہ بیروت

(۲) ابوداؤد و مشکوۃ باب الجماعۃ وفضلها ص ۹۶ ج ۱ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

جواب: معترض نے جو حدیث پیش کی ہے اسی سے واضح ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں عورتوں کو مساجد میں آنے کی اجازت تھی لیکن اس وقت بھی عورتوں کا گھروں میں نماز پڑھنا ہی بہتر تھا۔ نبی کریم ﷺ کے ارشاد کو پھر سے غور سے پڑھو اور سمجھو کہ حدیث پاک کا مطلب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا "لاتمنعوا نساء کم المساجد" "تم اپنی عورتوں کو مسجدوں سے نہ روکو۔

حدیث پاک کے اس جملہ سے واضح ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ مطہرہ میں عورتوں کو مساجد میں جانے کی اجازت تھی لیکن اس وقت بھی گھروں میں عورتوں کا نماز ادا کرنا افضل تھا۔ آیئے حدیث پاک کے دوسرے جملہ کو عقل وشعور سے پڑھئے آپ کا ارشاد گرامی روز روشن کی طرح جگمگا رہا ہے "وبیوتھن خیر لھن" "ان کے گھر ان کیلئے بہتر ہیں۔

آیئے ایک اور حدیث پاک سے یہی مسئلہ سمجھیں:

❁ "عن أبی هريرة عن النبی ﷺ قال لولا ما فی البيوت من النساء والذرية اقمت صلوة العشاء وأمرت فتيانی يحرقون مافی البيوت بالنار" (۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو میں خود عشاء کی نماز پڑھاتا اور نو جوانوں کو حکم دیتا کہ (جماعت میں نہ آنے والوں کو) گھروں میں بمع ان کے مال ومتاع کے جلا دیں۔

اس حدیث پاک سے بھی واضح ہو رہا ہے کہ مردوں کو جماعت سے نماز پڑھنا واجب ہے، اسی وجہ سے جماعت میں شریک نہ ہونے والوں پر ناراضگی کا اظہار فرمایا اور ان کو جلا دینے کی شدید وعید فرمائی، یعنی سخت دھمکی دی۔

عورتوں کو صرف جماعت میں حاضر ہونے کی اجازت دی، عورتوں کا جماعت سے نماز ادا کرنا واجب نہ تھا ورنہ نبی کریم ﷺ صرف بچوں کا ذکر کرتے عورتوں کا ذکر نہ کرتے۔ یوں ارشاد فرماتے اگر گھروں میں بچے نہ ہوتے تو میں خود عشاء کی نماز پڑھاتا اور نوجوانوں کو حکم دیتا کہ (جماعت میں نہ آنے والوں کو گھروں میں بمع ان کے مال ومتاع کے جلا دیں۔

---

(۱) مسند احمد، بحوالہ مشکوۃ المصابیح باب الجماعۃ ج ا ص ۹۷ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

لیکن نبی کریم ﷺ نے عورتوں کا تذکرہ فرما کر کہ اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے الخ واضح فرما دیا کہ عورتوں کا حکم اور ہے اور مردوں کا حکم اور ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں عورتوں کو مساجد میں آنے سے منع کر دیا گیا:

❁ "عن عائشة قالت لو ادرك رسول الله ﷺ ما احدث النساء لمنعهن المسجد كما منعت نساء بنی اسرائیل" (۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اگر رسول اللہ ﷺ ان چیزوں کو پاتے جو عورتوں نے ایجاد کر لی ہیں تو آپ ان کو مساجد سے منع فرماتے جیسے بنی اسرئیل کی عورتوں کو منع کر دیا گیا تھا۔

❁ "ما احدث من الزينة والطيب وحسن الثياب ونحوها" (۲)

عورتوں کی نئی چیزوں پر عمل سے مراد زینت، خوشبو اور اچھے کپڑے وغیرہ ہیں۔

یعنی عورتوں نے ان چیزوں پر اسی طرح عمل شروع کر دیا تھا جو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں نہیں تھیں۔

❁ وقال التيمي فيه دليل على انه لاينبغي للنساء ان يخرجن الى المساجد اذا أحدث في الزمان الفساد۔ (۳)

تیمی رحمہ اللہ نے فرمایا اس میں دلیل ہے اس پر کہ عورتوں کیلئے لائق نہیں کہ وہ مساجد کی طرف جائیں جبکہ زمانہ میں فساد پیدا ہو جائے۔

واضح ہوا کہ غیر مقلدین کا عورتوں کو مساجد میں آنے پر زور دینا سوائے فساد کے کچھ بھی نہیں کہاں وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے زمانہ میں عورتوں کی زیب وزینت وغیرہ اور کہاں ہمارے زمانے کی عورتوں کی زیب وزینت، گریبان کھلے، بازو ننگے، سر ننگے، کپڑے باریک جس سے جسم ننگا نظر آتا ہے، پاؤڈر، سرخی وغیرہ۔

پہلے مخلوط تعلیم کے ادارے اور مخلوط ملازمت کے دفاتر دیکھ لئے جائیں، پھر مساجد میں

---

(۱) بخاری باب خروج النساء الی المساجد
(۲) عمدۃ القاری از علامہ عینی رحمہ اللہ
(۳) کرمانی

عورتوں کو بلانے کا فیصلہ کیا جائے۔

ہاں! البتہ ایک فائدہ نظر آتا ہے کہ اوباش قسم کے نوجوان بس سٹاپوں پر کھڑا ہونے کے بجائے مساجد کا رخ کرلیں گے کہ حسن کے مناظر، حسن کی پیکر کی زیارت مسجد میں ہی ہو جائے گی، لیکن اس سے مساجد کا احترام اٹھ جائے گا۔

"وعن ابن مسعود قال ماصلت امرأة خيرلها من قعريبتها الا ان يكون المسجد الحرام ومسجد النبیﷺ الا امرأة تخرج فی منقليها يعنی خفيها" (١)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کسی عورت کی نماز کمرے کے اندرونی حصہ سے زیادہ بہتر نہیں سوائے مسجد حرام اور مسجد نبوی کے مگر یہ کہ وہ اپنے موزے پہن کر نکلے۔

اس حدیث سے بھی واضح ہوا کہ مسجد حرام اور مسجد نبوی کے بغیر عورت کا اپنے گھر کے کمرہ کے اندر نماز پڑھنا بہتر ہے، اور مسجد حرام اور مسجد نبوی میں باپردہ ہوکر پاؤں میں موزے پہن کر جائے۔

❁ "عن ابی عمر الشيبانی أنه رأى عبد الله يخرج النساء من المسجد يوم الجمعة ويقول أخرجن الی بيوتكن خيرلكن" (٢)

ابوعمر الشیبانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ بیشک حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن عورتوں کو مسجد سے نکلتے ہوئے دیکھا تو آپ نے کہا تم گھروں میں چلی جاؤ تمہارے لئے یہی بہتر ہے، اس حدیث کی سند کے متعلق کہا گیا ہے "وقال الهيثمی رجاله موثقون" علامہ ہیثمی رحمہ اللہ نے فرمایا اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

❁ عن عبد الله بن سويد الا نصاری عن عمته أم حميد امرأة أبی حميد الساعدی انها جاء ت النبیﷺ فقالت يارسول الله انی أحب الصلوة معك قال قد علمت أنك تحبين الصلوة معی وصلوتك فی بيتك خيرلك من صلوتك فی حجرتك وصلوتك فی حجرتك خيرلك من صلوتك فی دارك وصلوتك فی دارك خيرلك من صلوتك فی مسجدی" (٣)

---

(١) المعجم الكبير للطبرانی ج۹ ص۳۳۹، مجمع الزوائد ج۲ ص۳۴ باب خروج النساء الی المساجد

(٢) المعجم الكبير للطبرانی ج۹ ص۳۴۰، مجمع الزوائد ج۲ ص۳۵ باب خروج النساء الی المساجد

(٣) مسند احمد از امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ج۶ ص۳۷۱ مطبوعہ بیروت

عبد اللہ بن سوید انصاری ﷺ اپنی پھوپھی اُم حمید سے روایت کرتے ہیں کہ ابوحمید ساعدی کی عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی یا رسول اللہ میں پسند کرتی ہوں آپ کی معیت (اقتداء) میں نماز ادا کروں۔آپ نے فرمایا مجھے معلوم ہے کہ تم میرے ساتھ نماز ادا کرنا پسند کرتی ہو، لیکن تمہارا اپنے سونے کے کمرہ میں نماز ادا کرنا بنسبت عام کمرے کے نماز ادا کرنے سے بہتر ہے، اور تمہارا کمرے میں نماز ادا کرنا بنسبت گھر کے صحن کے نماز ادا کرنے سے بہتر ہے، اور گھر کے صحن میں تمہارا نماز ادا کرنا بہتر ہے بنسبت اس میری مسجد میں ادا کرنے کے۔

مذکورہ احادیث مبارکہ سے نتیجہ واضح ہوا:

کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں عورتوں کا مسجد میں آکر نماز ادا کرنا جائز تھا۔لیکن اس وقت بھی عورتوں کیلئے بہتر یہی تھا کہ وہ اپنے گھروں میں نماز ادا کریں۔اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مکمل طور پر مساجد میں آنے سے منع کر دیا گیا۔

عورت مردوں کی امامت نہیں کرا سکتی:

یہ واضح بات ہے کہ مرد ''عورتوں اور مردوں'' کا امام بن سکتا ہے، اگرچہ عورت کا مسجد میں آکر جماعت سے نماز پڑھنا بہتر نہیں تاہم عورت اگر مسجد میں آجائے، پردے کا انتظام ہو، جماعت سے نماز پڑھے اور امام نے نیت کر لی ہو کہ میں عورتوں کا بھی امام ہوں تو عورت کی نماز ہو جائے گی۔لیکن عورت کسی صورت میں بھی مردوں کی امامت نہیں کرا سکتی، اس پر اجماع امت ہے۔

❁ ''والذکورة خرج به المرأة فلایصح اقتداء الرجل بها'' (۱)

امام کیلئے مذکر ہونے کی قید پر جب اتفاق ہے تو واضح ہو گیا کہ عورت امام نہیں بن سکتی ، لہذا مرد کی اقتداء عورت سے صحیح نہیں۔

عورت کا عورتوں کی امامت کرانا:

''عن ریطة الحنفیة ان عائشة أمتهن وقامت بینهن فی صلوة مکتوبة'' (۲)

(۱) طحطاوی شرح مراقی الفلاح از علامہ طحطاوی رحمہ اللہ ج اص ۳۹۱ مطبوعہ مکتبہ غوثیہ کراچی

(۲) مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۱۴۱، باب المرأة تؤم النساء

حضرت ربطہ حنفیہ بیان کرتی ہیں کہ بیشک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں نماز پڑھائی تو وہ فرض نماز میں ان کے درمیان کھڑی ہوئیں۔

"عن حجیرہ بنت حصین قالت أمتنا ام سلمة فی صلوۃ العصر فقامت بیننا" (۱)

حجیرہ بنت حصین کہتی ہیں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی وہ ہمارے درمیان کھڑی ہوئیں۔

تنبیہ:

عورت کا عورتوں کی جماعت کرانا بھی صرف جواز کی حد تک ہے، لیکن کراہت سے خالی نہیں۔ اسلئے کہ عوت اگر درمیان میں کھڑی ہو تب بھی اس کی امامت مکروہ ہے۔ اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ مقتدیوں کے آگے ہو کر نماز پڑھائی ہے۔ اور عورت کا آگے کھڑے ہو کر نماز پڑھانا بھی مکروہ تحریمی ہے۔

"هوزيادة الكشف وحرمتها ظاهرة لقوله تعالى ولايبدين زينتهن الاماظهرمنها" (۲)

عورت کے آگے کھڑے ہونے میں بے پردگی ہوگی، جس کی حرمت قرآن پاک سے ظاہر ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا عورتیں اپنی زینت ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو خود بخود ظاہر ہے۔

- "ویکرہ تحریماجماعة النساء ولو فی التراویح یعنی ان الکراھة فی مثل ماتشرع فیه جماعة الرجال فرضا اونفلا" (۳)

عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے، اگرچہ وہ نماز تراویح ہی کیوں نہ ہو، یعنی جہاں مردوں کی امامت جائز ہوگی خواہ فرض ہوں یا نفل یعنی کسوف، استسقاء وغیرہ وہاں عورتوں کا امامت کرانا مکروہ ہوگا۔

عورتوں کی صف مردوں کی صف کے پیچھے ہوگی:

(۱) مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۱۴۰ باب المرأۃ تؤم النساء

(۲) الکفایہ بحوالہ جواہر الستایہ از شیخ الحدیث علامہ عبدالرزاق بھترالوی مدظلہ مطبوعہ مکتبہ امام احمد رضا راولپنڈی

(۳) درمختار، شامی

ویصف الرجال ثم الصبیان لقوله علیه الصلوة والسلام لیلینی منکم اولوا الأحلام والنهی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم" (۱)

پہلے مردوں کی صف ہو، پھرنا بالغ بچوں کی، پھرعورتوں کی کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے قریب عاقل وبالغ کھڑے ہوں، پھرجوان کے قریب ہیں (یعنی بچے) پھر جوان کے قریب ہیں یعنی عورتیں۔

عن أبی هریرة قال قال رسول الله ﷺ خیر صفوف الرجال أولها وشرها آخرها وخیر صفوف النساء آخرها وشرها أولها" (۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مردوں کی بہتر صف پہلی ہے اور آخری بہتر نہیں۔ عورتوں کی آخری صف بہتر ہے اور پہلی شر پر مبنی ہے۔

مرد کا سر سے ننگے نماز ادا کرنے کا حکم:

اگر کوئی شخص سستی سے نماز ننگے سر ادا کرتا ہے تو اس کو ایسا کرنا اچھا نہیں، لیکن نماز ادا ہو جائے گی، ہاں البتہ کوئی شخص دین کی علامات کو حقیر سمجھے اور سر کو ڈھانپنا حقیر سمجھ کر چھوڑے تو اس کیلئے شدید وعید پائی گئی ہے، علامہ شامی نے لکھا ہے کہ اس کیلئے کفر کا خطرہ ہے۔

عورت کا ننگے سر نماز ادا کرنا حرام ہے:

عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ لاتقبل صلوة حائض الابخمار۔ (۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بالغ عورت کی نماز نہیں قبول کی جاتی سوائے سر کے ڈھانپنے کے۔

مرد نماز میں ٹخنے ننگے رکھے:

اگر ٹخنے تکبر کے طور پر ڈھانپ کر رکھے تو مکروہ تحریمی ہے اور تکبر نہ ہو عادت کے طور پر یا سستی کی وجہ سے شلوار و چادر ڈھلکی رہے اور ٹخنے ڈھانپے ہوئے ہوں تو مکروہ تنزیہی ہے۔ حدیث مسلم میں "خیلاء" کا لفظ صراحۃ موجود ہے، اسی لئے شارح مسلم علامہ نووی رحمہ

---

(۱) ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ہدایہ ص ۱۵۱ از شیخ الاسلام ابوالحسن علی بن ابی بکر الفرغانی رحمہ اللہ مطبوعہ مکتبہ امام احمد رضا

(۲) سنن نسائی از امام نسائی رحمہ اللہ ج ۱ ص ۹۳ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور

(۳) رواہ ابوداؤد، الترمذی، مشکوۃ باب الستر ص ۷۳ ج ۱ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

اللہ نے یہی دو وجہ بیان کی ہیں۔

عورت نماز میں ٹخنے اور پاؤں کا اوپر والا حصہ ڈھانپ کر رکھے:

❁ وعن ام سلمة انها سألت رسول الله ﷺ اتصلی المرأة فی درع وخمار لیس علیها ازار قال اذا کان الدرع سابغا یغطی ظهور قدمیها۔ (۱)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کیا عورت نماز قمیص اور دوپٹے میں ادا کر لے جب اس کے پاس تہبند نہ ہو؟ تو آپ نے فرمایا جب کہ اس کی قمیص مکمل ہو تو وہ اپنے قدموں کے ظاہر حصہ کو ڈھانپ لے، تاہم ٹخنے ڈھانپنا عورت کیلئے واجب اور قدم کا ظاہر حصہ ڈھانکنا مستحب ہے۔

مرد تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کانوں کی لو تک اٹھائے:

"عن عاصم عن وائل بن حجر ان النبی ﷺ کان یرفع یدیه یحاذی ویوازی بها شحمة اذنیه" (۲)

عاصم وائل بن حجر سے روایت کرتے ہیں کہ بیشک نبی کریم ﷺ اپنے ہاتھ کانوں کی لو کے برابر اٹھائے تھے۔

❁ عن عبدالجبار بن وائل عن أبیه أنه ابصر النبی ﷺ حین قام الی الصلوة رفع یدیه حتی کانتا بحیال منکبیه وحاذی ابهامیه اذنیه ثم کبر" (۳)

عبدالجبار بن وائل ﷺ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا جب آپ نماز کیلئے کھڑے ہوئے تو آپ نے اپنے ہاتھوں کو اٹھایا کہ آپ کے ہاتھ کندھوں کے برابر تھے اور ہاتھوں کے انگوٹھے کانوں کے برابر تھے، پھر آپ نے تکبیر کہی۔ یہ ابوداؤد کی روایت مکمل کیفیت کو جامع ہے، اسی کے مطابق علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

❁ وماصفة الرفع فالمشهور من مذهبنا ومذهب الجماهیر أنه یرفع یدیه حذو منکبیه بحیث یحاذی اطراف اصابعه فروع أذنیه وابهاماه شهمتی أذنیه وراحتاه منکبیه فهذا

---

(۱) رواہ ابوداؤد، مشکوۃ باب الستر ج ۱ ص ۷۳ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

(۲) مسند امام اعظم ص ۴۷ مرتب حافظ محمد عابد الانصاری رحمہ اللہ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

(۳) ابوداؤد باب رفع الیدین والسنن الکبری للبیہقی ج ۲ ص ۲۵

معنی قولهم حذو منكبيه وبهذا جمع الشافعي رحمه الله بين روايات الاحاديث"(۱)

حضرت امام ابوالحسن احمد بن سیار نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں کے اٹھانے میں ہمارا اور جمہور اہل علم کا مشہور مذہب یہ ہے کہ ہاتھوں کو کندھوں تک اس طرح اٹھائے کے اپنی انگلیوں کو کانوں کے اوپر حصہ کے برابر کرے اور انگوٹھوں کو کانوں کی لوتک اور ہتھیلیوں کو کندھوں کے برابر کرے ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھانے کا یہی مطلب ہے۔امام شافعی رحمہ اللہ نے بھی روایات میں تطبیق اسطرح دی ہے۔

آسان لفظوں میں یوں سمجھا جائے کہ جن صحابہ کرام نے مردوں کو کندھے تک ہاتھ اٹھانے کا ذکر کیا ہے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلوں کا ذکر کیا جنھوں نے کانوں کی لوتک ہاتھ اٹھانا بیان کیا انھوں نے آپ کے انگوٹھوں کا ذکر کیا،اور جنہوں نے کانوں کے اوپر ہاتھ اٹھانے کا ذکر کیا انہوں نے آپ کی انگلیوں کا ذکر کیا ہے۔

عورت تکبیر تحریمہ میں اپنے ہاتھ سینہ (چھاتی) تک اٹھائے:

❁ "سمعت عطاء سئل عن المرأة كيف ترفع يديها في الصلوة قال حذو ثدييها"(۲)

میں نے عطاء سے سنا ان سے عورت کے متعلق پوچھا گیا کہ وہ نماز میں ہاتھ کس طرح اٹھائے؟ توانہوں نے کہا وہ اپنے پستانوں کے برابر (چھاتی کے برابر) اٹھائے۔

تنبیہ: ابوبکر ابن ابی شیبہ بخاری ومسلم وابن ماجہ وغیرہ کے شیخ ہیں۔تقریبا بیس احادیث بخاری نے اور تقریبا اسی احادیث مسلم نے اور تین سو کے قریب ابن ماجہ نے ان سے روایات کی ہیں۔

❁ "قلت لعطاء أتشير المرأة بيديها كالرجال بالتكبير قال لاترفع بذلك يديها كالرجال وأشار فخفض يديه جدا وجمعهما اليه جدا وقال ان للمرأة هيئة ليست للرجل" (۳)

میں نے حضرت عطاء سے پوچھا کہ کیا عورت تکبیر تحریمہ کے وقت اپنے ہاتھوں سے اسطرح اشارہ کرے گی (یعنی اسطرح ہاتھ اٹھائے گی) جیسے مرد کرتے ہیں؟انہوں نے

(۱) نووی شرح مسلم از امام نووی رحمہ اللہ ج۱ص۱۸۸ قدیمی کتب خانہ کراچی

(۲) مصنف أبی بکر بن أبی شیبہ ج۱ص ۲۳۹ کتاب الصلوۃ مطبوعہ طیب اکیڈمی ملتان

(۳) مصنف عبدالرزاق ج۳ص ۱۳۷ حدیث ۵۰۶۶ باب تکبیر المرأۃ بیدیھا وقیام المرأۃ ورکوعھا وسجودھا، مصنف أبی بکر بن أبی شیبہ ج۱ص ۲۷۰ کتاب الصلوۃ مطبوعہ طیب اکیڈمی ملتان

کہا عورت مردوں کی طرح ہاتھ نہیں اٹھائے گی اور انہوں نے خود اس طرح وضاحت کی اپنے ہاتھوں کو بہت پست اٹھایا اور ان کو اچھی طرح چھاتی پر رکھا اور فرمایا کہ عورت کے ہاتھ اٹھانے یا باندھنے کی وہ صورت نہیں جو مردوں کی ہے۔

حدیث پاک سے حاصل ہونے والے فوائد:

(۱) حدیث پاک کے راوی عطاء بن رباح ہیں جو مشہور تابعی ہیں ان کے متعلق شمس الائمہ سرخسی فرماتے ہیں۔

❁ "وعطاء ابن ابی رباح امام مطلق فی الحدیث" عطاء بن ابی رباح حدیث میں مطلق امام ہیں۔ (۱)

❁ "قول التابعی الکبیر الذی ظهر فتوا[ه] فی زمن الصحابة حجة عندنا کالصحابی" (۲) تابعی کبیر کا قول جس کا فتوی صحابہ کرام کے زمانہ میں بھی ظاہر ہو وہ ہمارے نزدیک اسی طرح حجت ہے جیسے صحابہ کرام کا قول حجت ہے۔

بلکہ غیر مقلدین کے امام ابن قیم نے کہا:

❁ "قد اختلف السلف فی ذلك فمنهم من قال یجب اتباع التابعی فیما أفتی به ولم یخالفه فیه صحابی ولاتابعی وهذا قول بعض الحنابلة والشافعیة وقد صرح الشافعی فی موضع بأنه قاله تقلید العطاء وهذا من کمال علمه وفقهه"

تحقیق اختلاف ہے سلف صالحین کا کہ تابعی کے قول کی اتباع ضروری ہے یا نہیں، بعض حضرات نے کہا کہ تابعی کے فتوی کی تابعداری واجب ہے جبکہ کسی صحابی اور تابعی نے اس کی مخالفت نہ کی ہو، یہ قول بعض حنابلہ اور شافعیہ کا ہے، اور تحقیقاً امام شافعی رحمہ اللہ نے تصریح کی ہے کہ عطاء رحمہ اللہ کی تقلید واجب ہے کیونکہ وہ بہت بڑے عالم تھے اور فقیہ تھے۔

(۲) حدیث شریف میں "جمعهما الیه جدا" کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ انہوں نے ہاتھ اٹھاتے وقت پست رکھے اور اپنے سینے سے ملائے کہ اس طرح عورت ہاتھ

(۱) مبسوط للسرخسی کتاب الشفعہ ج ۱۴۲

اٹھائے۔دوسرا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے ہاتھ بہت پست اٹھائے پھران کو اپنے سینے پر کامل طریقہ سے جمع کیا اور ملایا۔

راقم نے ترجمہ میں یہ دوسرا مطلب لیا ہے، جس سے دونوں مسئلے سمجھ آ گئے کہ عورت اپنے ہاتھ سینے کے برابر اٹھائے اور سینے پر ہی باندھے۔

(۳) اس حدیث پاک میں اور پہلے جو حدیث بیان ہوئی اس میں عورت کے ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے جس سے غیر مقلدین کا دعوی باطل ہو گیا کہ عورت اور مرد کی نماز میں کوئی فرق نہیں۔خاص طور پر اس مذکور حدیث پاک کے یہ الفاظ "وقال ان للمرأة هيئة ليست للرجال" عورت کو ہاتھ اٹھانے میں جو کیفیت حاصل ہے وہ مرد کی طرح ہاتھ اٹھانے کی نہیں' بہت واضح طور پر ثابت کر رہے ہیں کہ عورت اور مرد کی نماز کا طریقہ ایک نہیں۔ بلکہ کئی جگہ پر فرق موجود ہے۔

مرداورعورت کے ہاتھ اٹھانے کا بہت واضح فرق حدیث پاک سے:

❁ عن وائل بن حجر قال قال لی رسول الله ﷺ یاوائل بن حجر اذا صليت فاجعل يديك حذاء أذنيك والمرأة تجعل يدها حذاء ثدييها" (۱)

وائل بن حجر فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے وائل بن حجر! جب تم نماز ادا کرو تو اپنے ہاتھوں کو اپنے کندھوں کے برابر اٹھاؤ،اور عورت اپنے ہاتھوں کو اپنے پستانوں (چھاتی) کے برابر اٹھائے۔

❁ "عن الأوزاعي عن الزهري قال ترفع يدها حذومنكبيها" (۲)

حضرت اوزاعی حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ عورت اپنے ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھائے ،مرد کے ہاتھ اٹھانے کا ذکر پہلے ہو چکا ہے کہ اس کے انگوٹھے کانوں کی لو کے برابر ہوں۔

❁ عن عبد ربه بن سليمان بن عمير قال رأيت أم الدرداء ترفع يديها في الصلوة حذومنكبيها" (۳)

عبدربہ بن سلیمان بن عمیر فرماتے ہیں میں نے ام الدرداء رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ

(۱) مجمع الزوائد کتاب الصلوۃ ج ۲ ص ۱۰۳، کنز العمال ج ۷ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور
(۲) مصنف ابن أبي شيبہ کتاب الصلوۃ فی المرأۃ اذا افتتحت الصلوۃ الی این ترفع یدھا ج ۱ ص ۲۷۰، ملتان
(۳) جزء رفع الیدین للأمام البخاری ص ۷ رجالہ ثقات، اعلاء السنن ج ۲ ص ۱۸۲

اپنے ہاتھ نماز میں کندھے کے برابر اٹھاتی تھیں۔

ابھی تک جو احادیث بیان کی گئی ہیں، ان سے یہ واضح ہو چکا ہے کہ مرد تکبیر تحریمہ میں ہاتھ اٹھانے میں اور عورت کے ہاتھ اٹھانے میں فرق ہے۔

مرداورعورت کی نماز میں فرق نہ ہونے کا دعوی احادیث مبارکہ کے خلاف ہے۔

نماز میں مرد اپنے ہاتھ ناف کے نیچے باندھے:

"عن أبی معشر عن ابراهیم قال یضع یمینه علی شماله فی الصلوة تحت السرة " (۱)

ابومعشر حضرت ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں پر نماز میں ناف کے نیچے رکھتے تھے۔

❁ اخبرنا حجاج بن حسان قال سمعت ابا مجلز وسألته قال قلت کیف یضع قال یضع باطن کف یمینه علی ظاهر کف شماله ویجعلها اسفل من السرة" (۲)

حجاج بن حسان کہتے ہیں کہ میں نے ابومجلز کو کہتے ہوئے سنا وہ کہتے ہیں میں نے کہا نماز میں کس طرح ہاتھ باندھے جاتے ہیں؟ آپ نے کہا دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کا اندورنی حصہ بائیں کے اوپر والے حصہ پر رکھیں اور ناف کے نیچے ہاتھ باندھیں۔

❁ "عن علی قال من سنة الصلوة وضع الأیدی علی الأیدی تحت السرة" (۳)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سنت یہ ہے کہ (نمازی) اپنے ہاتھوں کو ہاتھوں پر رکھیں اور ناف کے نیچے رکھیں۔

❁ "عن علقمة بن وائل بن حجر عن أبیه قال رأیت النبی ﷺ یضع یمینه علی شماله فی الصلوة تحت السرة" (۴)

حضرت وائل بن حجر فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں پر ناف کے نیچے رکھا۔

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبۃ ج ۱ ص ۴۲۷ باب وضع الیمین علی الشمال مطبوعہ طیب اکیڈمی ملتان

(۲) حوالہ مذکورۃ

(۳) حوالہ مذکورۃ

(۴) رواہ ابن ابی شیبہ واسنادہ صحیح، آثار السنن از علامہ محمد علی نیموی رحمہ اللہ ص ۱۴۸ مکتبہ حسینیہ گوجرانوالہ

❁ ”عن أبی جحیفة ان علیا قال من السنة وضع الکف علی الکف فی الصلوة تحت السرة“ (۱)

ابو جحیفہ کہتے ہیں بیشک حضرت علی ؓ نے فرمایا سنت یہ ہے کہ نماز میں ہتھیلی کو ہتھیلی کے اوپر ناف کے نیچے رکھے۔

❁ عن علی ؓ قال ثلاثة من اخلاق الانبیاء تعجیل الافطار وتاخیر السحور ووضع الأکف تحت السرة فی الصلوة“ (۲)

حضرت علی ؓ فرماتے ہیں تین چیزیں انبیاء کرام کی عادات میں سے روزہ جلدی افطار کرنا، اور سحری کے کھانے میں تاخیر کرنا اور ہاتھ ناف کے نیچے باندھنا۔

❁ ”عن ابن ابی وائل قال قال ابوھریرة ؓ أخذ الأکف علی الأکف فی الصلوة تحت السرة“ (۳)

حضرت ابن ابی وائل کہتے ہیں حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ نماز میں ہتھیلی پر ہتھیلی رکھ کر ناف کے نیچے ہاتھ رکھے جائیں۔

تنبیہ:

اس مسئلہ کی زیادہ تحقیق راقم کی کتاب ” **نماز حبیب کبریاء** “ میں دیکھیں۔

عورت ہاتھ سینے (چھاتی) پر رکھے:

❁ عن عطاء بن أبی رباح قال تجتمع المرأة یدیھا فی قیامھا مااستطاعت“ (۴)

عطاء بن اَبی رباح کہتے ہیں عورت اپنے قیام کی حالت میں جتنا ہو سکے اپنے ہاتھوں کو ملائے۔

مطلب بہت واضح ہے کہ ہاتھوں کو سینے پر جمع کر کے رکھے تا کہ اس کے پردے کا لحاظ پایا جائے۔

---

(۱) ابوداؤد نسخہ ابن الاعرابی ج اول ص ۲۸۰، بیہقی ج ۲ ص ۳۱ مسند احمد مطبوعہ بیروت
(۲) من کنز العمال علی مسند احمد ج ۴ ص ۳۵۰
(۳) ابوداؤد نسخہ ابن الاعرابی ج ۱ ص ۲۸۰
(۴) مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۱۳۷

❁ عن ابن جریج عن عطاء قال تجتمع المرأة اذا رکعت ترفع یدیها الی بطنها وتجتمع ماالستطاعت فاذاسجدت فلتضم یدیها الیها وتضم بطنها وصدرها الی فخذها وتجتمع ماالستطاعت" (۱)

ابن جریج عطاء بن ابی رباح سے روایت کرتے ہیں کہ عورت جب رکوع کرے تو خوب سمٹ کر رہے اپنے ہاتھوں کو اپنے پیٹ (کے اوپر چھاتی) تک اٹھائے، اور جتنی طاقت رکھے سمٹ کر رہے اور جب سجدہ کرے تو اپنے ہاتھوں کو اپنے ساتھ ملائے، پیٹ اور سینے کو رانوں سے ملائے اور جتنی طاقت رکھے سمٹ کر سجدہ کرے۔

ابھی تک یہ مسئلہ بھی واضح ہوگیا کہ مرد اپنی نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے باندھے اور عورت اپنے ہاتھ سینے (چھاتی) پر باندھے اور خوب جسم سے ہاتھوں کو چمٹا کر رکھے۔

مرد سجدہ بلند ہوکر کرے:

❁ "وعن میمونة قالت کان النبی ﷺ اذاسجد جافی بین یدیه حتی لوان بهمة ارادت ان تمر تحت یدیه مرتهذا لفظ أبی داود کما صرح فی شرح السنة باسناده ولمسلم بمعناه قالت کان النبی ﷺ اذا سجد لوشاء ت بهمة ان تمر بین یدیه لمرت" (۲)

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی کریم ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو (پہلوؤں سے) دور رکھتے یہاں تک کہ آپ کے ہاتھوں کے نیچے سے بکری کا بچہ گزرنا چاہتا تو گذر جاتا۔

مسلم شریف میں ہے کہ حضرت میمونہ فرماتی ہیں نبی کریم ﷺ جب سجدہ کرتے تو اگر بکری کا بچہ آپ کے ہاتھوں کے درمیان سے گذرنا چاہتا تو گذر جاتا۔

❁ عن البراء بن عازب قال قال رسول الله ﷺ اذا سجدت فضع کفیك وارفع مرفقیك" (۳)

---

(۱) مصنف عبدالرزاق ج۳ ص ۱۳۷

(۲) مشکوۃ باب السجود وفضله ج۱ ص۸۳ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

(۳) رواہ مسلم، مشکوۃ باب السجود وفضله ج۱ ص۸۲ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

حضرت براء بن عازب ﷺ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم سجدہ کروتو اپنی ہتھیلیوں کو (زمین پر) رکھو، اور اپنی کہنیوں کو اٹھا کر رکھو۔

مرد سجدہ میں اپنے بازؤوں کو زمین پر نہ بچھائے:

❁ وعن انس قال قال رسول اللهﷺ اعتدلوا فی السجود ولایبسط احدکم ذراعیه انبساط الکلب" (۱)

حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سجدہ میں اعتدال رکھو کوئی شخص تم میں سے اپنے بازؤوں کو کتے کی طرح نہ بچھائے۔

سجدہ میں اعتدال کا مطلب:

❁ الاعتدال فی السجود ان یستوی فیه ویضع کفه علی الأرض ویرفع المرفقین عن الأرض وبطنه عن الفخذین" (۲)

سجدہ میں اعتدال کا یہ مطلب ہے کہ سجدہ میں برابری رکھے اور ہتھیلیوں کو زمین پر رکھے اور کہنیوں کو زمین سے اٹھا کر رکھے اور پیٹ کو رانوں سے ہٹا کر رکھے۔

عورت سجدہ زمین سے مل کر کرے:

عن یزید بن أبی حبیب أنه ﷺ مر علی امرأتین تصلیان فقال اذا سجدتما فضما بعض اللحم الی بعض فأن المرأة لیست فی ذلك کالرجل لأنها عورة مستورة" (۳)

یزید ابن حبیب فرماتے ہیں بیشک نبی کریم ﷺ دوعورتوں کے قریب سے گذرے وہ نماز ادا کررہی تھیں تو آپ نے فرمایا جب تم سجدہ کروتو بعض گوشت کو بعض سے ملاؤ، بیشک عورت اس میں مرد کی طرح نہیں اسلئے کہ عورت پردہ اور چھپانے کے قابل ہے۔

❁ عن علی قال اذا سجدت المرأة فلتحتفز ولتضم فخذیها" (۴)

حضرت علی ﷺ فرماتے ہیں عورت جب سجدہ کرے تو بہت سمٹ کر سجدہ کرے اور

(۱) بخاری و مسلم، مشکوۃ باب السجود وفضله حوالہ مذکورۃ

(۲) مرقاۃ شرح مشکوۃ از علامہ علی قاری رحمہ اللہ ص ج ۳ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

(۳) رواہ ابوداؤد فی مراسیله باب ماجاء فی من نام عن الصلوۃ السنن الکبری للبیهقی ج ۲ ص ۲۲۳

(۴) مصنف ابن أبی شیبہ باب المرأۃ کیف تکون فی سجودها ج ۱ ص ۳۰۲ مطبوعہ طیب اکیڈمی ملتان

رانوں کو آپس میں ملائے۔

عن مغیرة عن ابراهیم قال اذا سجدت المرأة فلتضم فخذیها ولتضع بطنها علیهما" (۱)

مغیرہ روایت کرتے ہیں ابراہیم نخعی سے کہ انہوں نے کہا عورت جب سجدہ کرے تو اپنی ران (پیٹ سے) ملالے اور پیٹ کو ران پر رکھے۔

عن مجاهد أنه کان یکره ان یضع الرجل بطنه علی فخذیه اذا سجد کما تضع المرأة" (۲)

مجاہد سے مروی ہے کہ مرد کیلئے یہ مکروہ ہے کہ سجدہ میں اپنے پیٹ کو اپنی رانوں پر رکھے جیسا کہ عورت (اپنے پیٹ کو اپنی رانوں پر) رکھتی ہے۔

❁ عن ابراهیم قال اذا سجدت المرأة فلتلزق بطنهابفخذیها ولاترفع عجیزتها ولاتجافی کما یجافی الرجل" (۳)

حضرت ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ عورت جب سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو رانوں سے ملالے اور اپنی سرین کو زیادہ اٹھائے نہیں، اعضاء کو ایک دوسرے سے دور نہ رکھے جیسے مرد دور رکھتا ہے۔

❁ عن یزید بن حبیب عن بکیربن عبدالله بن اشبح عن ابن عباس أنه سئل عن صلوة المرأة فقال تجتمع وتحتفز" (۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عورت کی نماز کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا عورت اپنے اعضاء کو ملا کر اور خوب سمٹ کر سجدہ کرے۔

تنبیہ:

❁ قوله ابراهیم النخعی حجة عندنا اذا لم یخالف قول الصحابی فمافوقه"(۵)

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا قول ہمارے نزدیک حجت (دلیل) ہے جبکہ صحابی کا قول اس

(۱) مصنف ابن أبی شیبہ باب المرأة کیف تکون فی سجودھا ج ۱ ص ۳۰۲ مطبوعہ طیب اکیڈمی ملتان
(۲) حوالہ مذکور
(۳) ایضاً
(۴) ایضاً
(۵) مقدمہ اعلاء السنن ص ۱۳۲

کے مخالف نہ ہو۔

"عن ابراهيم النخعي كانت تؤمر المرأة ان تضع ذراعها وبطنها على فخذيها ولاتتجافى كما يتجافى الرجل لكى لاترفع عجيزتها" (۱)

حضرت ابراہیم نخعی ؒ فرماتے ہیں عورت کو حکم دیا جاتا تھا کہ وہ اپنی کلائیوں کو بچھا کر رکھے اور اپنے پیٹ کو رانوں پر رکھے اور مردوں کی طرح اپنے پیٹ کو رانوں سے دور نہ رکھے۔ اور اپنی سرین کو اٹھا کر نہ رکھے۔

"عن الحسن وقتادة قالا اذا سجدت المرأة فتنضم مااستطاعت ولاتجافى لكيلا ترفع عجيزتها" (۲)

حضرت حسن اور قتادہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب عورت سجدہ کرے تو جتنی اسے طاقت ہو اس کے مطابق وہ اپنے اعضاء کو ملا کر رکھے اور اپنے اعضاء کو ایک دوسرے سے دور نہ رکھے تاکہ وہ اپنی سرین کو اٹھا کر نہ رکھے۔

عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ اذا جلست المرأة فى الصلوة وضعت فخذها على فخذها الأخرى فاذا سجدت الصقت بطنها فى فخذيها كأستر مايكون لها وان الله تعالى ينظر أليها ويقول ياملائكتى اشهد كم انى قد غفرت لها" (۳)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب عورت نماز میں بیٹھ جائے تو اپنی ران کو دوسری ران پر رکھے تو جب سجدہ کرے تو پیٹ کو رانوں کے ساتھ ملائے یہ اس کیلئے زیادہ پردہ ہے بیشک اللہ تعالی اس کی طرف دیکھتا ہے اور کہتا ہے اے میرے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ تحقیق میں نے اس کی بخشش کردی۔

فائدہ:

اس حدیث پاک سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ عورت بیٹھتے ہوئے (یعنی قعدہ اور جلسہ

(۱) مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۱۳۷ باب تکبیر المرأة بیدیها وقیام المرأة ورکوعها وسجودها
(۲) مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۱۳۷
(۳) بیہقی ج ۲ ص ۲۲۳، کنز العمال ج ۷ ص ۵۴۹ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور

میں) بھی ران کو ران سے ملائے اور سمٹ کر بیٹھے اور سجدہ میں بھی پیٹ کو ران سے ملائے ، خوب سمٹ کر بیٹھے ، اور سب سے بڑا فائدہ یہ حاصل ہوا کہ عورت سجدہ سمٹ کر کرے ، اپنے پردہ کا لحاظ رکھے تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوتا ہے اور اس کی بخشش کرتا ہے۔

پتہ نہیں غیر مقلدین عورت کو مرد کی طرح سجدہ کرنے پر کیوں زور دیتے ہیں ، کیا وہ اسے بے پردہ بنانے پر خوش ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عورت سے راضی نہ ہو اور اس کی بخشش نہ کرے ، کیا یہ عورت کو دین سکھایا جا رہا ہے یا مصطفیٰ کریم ﷺ کا باغی بنایا جا رہا ہے؟

مرد قعدہ میں اپنے بائیں پاؤں پر بیٹھے:

مسلم شریف کی ایک طویل حدیث جو ابو الجوزاء نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی اس میں نبی کریم ﷺ کے قعدہ اور جلسہ کی وصف یوں بیان کیا گیا۔

❁ وکان یفرش رجله الیسری وینصب رجله الیمنی" (۱)

نبی کریم ﷺ بائیں پاؤں کو بچھاتے اور دائیں کو کھڑا کرتے۔

ابوداؤد اور نسائی اور احمد نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اس میں یہ ذکر ہے:

❁ أنه نظر الی رسول الله ﷺ یصلی فسجد ثم جلس فافترش رجله الیسری ونصب الیمنی" (۲)

انہوں نے (حضرت وائل بن حجر نے) رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے سجدہ کیا پھر بیٹھے اور اپنے بائیں پاؤں کو بچھایا اور دائیں کو کھڑا کیا۔

مسند احمد میں رفاعہ بن رافع سے مروی ہے:

"انه علیه الصلوة والسلام قال للأعرابی فاذا رفعت رأسك فاجلس علی رجلك الیسری"

رسول اللہ ﷺ نے ایک اعرابی کو فرمایا جب تم اپنا سر اٹھاؤ تو اپنے بائیں پاؤں پر بیٹھو۔ (۳)

نسائی کی ایک روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اس میں یوں مذکور ہے:

---

(۱) صحیح مسلم جلد اول ص ۱۹۵،۱۹۴ قدیمی کتب خانہ کراچی

(۲) سنن نسائی جلد اول بحوالہ جواہر السنایہ ص ۱۳۳ مطبوعہ مکتبہ امام احمد رضا راولپنڈی

(۳) مسند احمد بحوالہ جواہر السنایہ ص ۱۳۳ مطبوعہ مکتبہ امام احمد رضا راولپنڈی

أنه قال من سنة الصلوة ان تنصب القدم اليمنى واستقباله باصابعها القبلة والجلوس على اليسرى" (۱)

بیشک حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نماز میں سنت یہ ہے کہ دائیں قدم کو کھڑا کیا جائے اور اس کی انگلیوں کو قبلہ کی جانب کیا جائے اور بائیں پاؤں پر بیٹھے۔

عورت قعدہ اور جلسہ میں اپنے پاؤں کو ایک طرف نکال کر بیٹھے:

"عن منصور عن ابراهيم قال تجلس المرأة من جانب في الصلوة" (۲)

حضرت منصور حضرت ابرہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ عورت ایک جانب ہو کر بیٹھے۔

یعنی عورت قعدہ میں پاؤں کو ایک طرف نکال کر زمین سے سرین ملا کر بیٹھے، اس میں اس کا زیادہ پردہ ہے۔

عن خالد بن لجلاج قال كن النساء يؤمرن ان يتربعن اذا جلس في الصلوة ولايجلسن في الصلوة ولايجلسن جلوس الرجال على اوراكهن يتقى على المرأة مخافة ان يكون منها الشئ" (۳)

خالد بن لجلاج سے مروی ہے کہ عورتوں کو حکم دیا جاتا کہ وہ چوکڑی مار کر بیٹھیں (یعنی زمین سے سمٹ کر بیٹھیں) مردوں کی طرف اپنی سرین کو پاؤں پر رکھ کر نہ بیٹھیں، عورت کو مردوں کی طرح بیٹھنے سے روکنے کی وجہ یہ تھی کہ عورت کا کوئی مقام ظاہر نہ ہو۔

یعنی پردہ کا لحاظ تھا کہ وہ جتنا زیادہ زمین سے سمٹ کر بیٹھے گی اتنا زیادہ اس میں پردہ کا لحاظ ہوگا کہ وہ جتنا زیادہ زمین سے سمٹ کر بیٹھے گی اتنا ہی زیادہ پردہ کھلے گا جو درست نہیں۔

حدثنا محمد بن أبى بكر عن ابن جريج قال قلت لعطاء تجلس المرأة في مثلنا على شقها الأيسر قال نعم قلت هو أحب أليك من الأيمن قال نعم قال تجتمع جالسة مااستطاعت قلت تجلس جلوس الرجل في مثلنا أوتخرج رجلها اليسرى من تحت أليتها قال لايضرها اى ذلك جلست اذا اجتمعت۔ (۴)

(۱) مسند احمد بحوالہ جواہرا سنایہ حاشیہ ہدایہ ج اص ۱۳۲ مطبوعہ مکتبہ امام احمد رضا راولپنڈی

(۲) مصنف ابن ابی شیبہ باب فی المرأة کیف تجلس فی الصلوة ص ۳۰۴ ج اطیب اکیڈمی ملتان

(۳) حوالہ مذکورہ

(۴) ایضاً

ابن جریج کہتے ہیں میں نے عطاء سے کہا (کیا) عورت ہماری طرح بائیں طرف بیٹھے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ میں نے کہا بائیں طرف بیٹھنا مجھے پسند ہے بنسبت دائیں طرف پر بیٹھنے کے انہوں نے کہا ہاں بیٹھے لیکن جتنی طاقت رکھے اتنی ہی سمٹ کر مجتمع ہو کر بیٹھے، میں نے کہا مردوں کی طرح بیٹھے جیسے ہم بیٹھتے ہیں؟ یا اپنا بائیاں پاؤں سرین کے نیچے سے باہر نکال کر بیٹھے؟ انہوں نے کہا کوئی ضرر نہیں، البتہ بیٹھے مجتمع ہو کر یعنی سمٹ کر بیٹھے۔

نتیجہ واضح ہوا:

کہ مقصد عورت کے پردے کا ہے وہ اپنی طاقت کے مطابق جتنا بھی ہو سکے اپنے اعضاء کو اعضاء سے ملا کر زمین سے لپٹ کر بیٹھے، خواہ یہ مقصد اسے مردوں کی طرح بیٹھنے سے حاصل ہو، یا چوکڑی مار کر بیٹھنے سے حاصل ہو، یا سرین کو زمین پر رکھنے اور پاؤں کو باہر نکالنے سے حاصل ہو۔

جب احادیث مبارکہ سے یہ واضح ہو گیا کہ عورت زیادہ سمٹ کر، اعضاء کو اعضاء سے ملا کر، زمین سے لگ کر سجدہ کرے اور بیٹھے، تو انسان کو رب تعالیٰ نے عقل وشعور دیا ہے وہ غور کرے کیا عورت کے بیٹھنے میں سب سے زیادہ پردہ اس صورت میں نہیں جو امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور آپ کے متبعین نے بیان کی ہے؟ کہ عورت سرین پر بیٹھے اور پاؤں کو باہر نکال نکال لے یقیناً یہی صورت بہتر ہے۔

جو وجہ احادیث سے سمجھ آئی وہی فقہاء کرام نے بھی بیان کی ہے، جلیل لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ فقہ حدیث کے مخالف علم کا نام ہے، یہ سراسر غلط بیان اور نادانی ہے، حقیقت یہ ہے کہ قرآن پاک اور احادیث مبارکہ سے استنباط (مسائل نکالنا، حاصل کرنا) کئے ہوئے مسائل ہی علم فقہ ہے جو بعینہٖ قرآن پاک اور حدیث پاک کے موافق ہے، مخالف نہیں۔

فقہاء کرام نے بیان فرمایا:

❁ "فان کانت امرأۃ جلست علی الیتھا الیسری و أخرجت رجلھا من الجانب الأیمن لأنہ استر لھا" (۱)

---

(۱) الھدایہ از ابوالحسن علی بن ابی بکر الفرغانی رحمہ اللہ ج ۱ ص ۱۳۳ مطبوعہ مکتبہ امام احمد رضا راولپنڈی

اگراگرعورت نمازادا کررہی ہوتووہ اپنی سرین کے بائیں حصہ کے بل بیٹھےاوراپنے پاؤں
کودائیں طرف باہرنکال لے کیونکہ اس میں عورت کیلئے پردہ زیادہ پایا جاتا ہے۔

خدارا! انصاف کریں کیا یہ فقہ کی عبارت احادیث مذکورہ کے موافق نہیں؟ جب یقیناً
احادیث کے مطابق ہے تو یہ واویلا کیوں کہ یہ مسئلہ تو فقہ سے ثابت ہے، احادیث سے ثابت
نہیں تف جلا ہو تمہاری عقل پر، جہلاء لوگ جاہلوں کو ہی دھوکا دے سکتے ہیں، علماء اللہ کے فضل
وکرم سے ان کے شر سے محفوظ ہیں۔ انہیں وہ ورغلا نہیں سکتے۔

❁ "ویرفع یدیه حتی یحاذی با بهامیه شحمة أذنیة" (۱)

مرد تکبیر تحریمہ کے وقت اپنے ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ اس کے ہاتھوں کے انگوٹھے
کانوں کی لو کے برابر ہوں،

❁ والمرأة ترفع یدیها حذاء منکبیها هو الصحیح لأنه أسترلها" (۲)

عورت تکبیر تحریمہ کے وقت اپنے ہاتھ کندھے کے برابر اٹھائے، یہی صحیح ہے کیونکہ اس
میں عورت کے پردہ کا لحاظ کیا گیا ہے،

(قوله لأنه استرلها) ای لأن رفع یدیها حذومنکبیها للمرأة لأن مبنی أمرها علی
الستر" (۳)

ماتن کا یہ کہنا کہ اس میں عورت کا پردہ پایا جاتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ عورت کا اپنے ہاتھوں
کو کندھے کے برابر اٹھانا عورت کیلئے پردہ ہے، وجہ یہی ہے کہ عورت کو پردے کا حکم دیا گیا ہے۔

آیئے اس مسئلہ کو بھی احادیث جو ماقبل مذکور ہیں سے دیکھئے خود بخود سمجھ آئے گا کہ فقہ میں
وہی مسائل مذکور ہیں جو احادیث مبارکہ میں مذکور ہیں۔

مرد سجدہ کس طرح کرے؟

❁ (ویبدی ضبعیه) لقوله علیه الصلوة والسلام و ابدأ ضبعیك ویروی وأبدمن
الابدادوهوالمدوالأول من الابداء وهو الاظهار (ویجا فی بطنه عن فخذیه) لأن

(۱) الهدایه ازابوالحسن علی بن ابی بکر الفرغانی رحمہ اللہ ج۱ ص۱۱۵ مطبوعہ مکتبہ امام احمد رضا راولپنڈی
(۲) الهدایه ازابوالحسن علی بن ابی بکر الفرغانی رحمہ اللہ ج۱ ص۱۱۶ مطبوعہ مکتبہ امام احمد رضا راولپنڈی
(۳) ایضاً

علیہ الصلوۃ والسلام کان اذا سجد جافی حتی ان بھمۃ لوارادت ان تمر بین یدیہ لمرت وقیل اذا کان فی صف لا یجافی کیلا یؤذی جارہ" (۱)

اپنے بازؤوں کو دور رکھے، ایک روایت "أبـد" ذکر ہے جو ابداد سے لیا ہوا ہے جس کا معنی ہے اظہار، کہ بازوں کو اپنے پہلوؤں سے ظاہر کرکے رکھے۔ مطلب اس کا بھی یہی ہے کہ پہلوؤں سے ہٹا کر رکھے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ فرماتے تو اپنے بازؤوں کو پہلوؤں سے دور رکھتے تھے یہاں تک کہ جب بکری کا بچہ آپ کے ہاتھوں کے درمیان سے گزرنا چاہتا تو گزر جاتا۔ ہاں! البتہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب صف میں ہو تو پھر بازوں کو پہلوؤں سے بہت دور نہ رکھے تاکہ ساتھ والے نمازی کو تکلیف نہ پہنچائے۔

تنبیہ:

غیر مقلدین تعداد میں قلیل ہیں اس لئے صف میں بھی پاؤں پھیلا کر کھڑے ہوتے ہیں اور صف میں سجدہ کرتے ہوئے بھی بہت ہی ہاتھوں کو پہلوؤں سے دور رکھتے ہیں، تاکہ تھوڑے آدمیوں سے صف بھر جائے۔

پھر وہ اپنی قلت کو ختم کرنے کیلئے ان لوگوں کو حرام کا مرتکب بناتے ہیں جو تین طلاقیں دیتے ہیں یہ کہتے ہیں کہ تین طلاقیں نہیں واقع ہوئیں بلکہ ایک ہی طلاق واقع ہو، تم میاں بیوی ہو بس تمہارا رجوع ثابت ہے۔ جاہل لوگ بھی خوش ہو کر کہ اس جاہل مولوی نے میری حرام بیوی کو مجھ پر اپنے فتوی سے حلال کر دیا ہے۔ وہ تین طلاقیں دینے والے جہلاء غیر مقلد بن جاتے ہیں آہستہ آہستہ یہ اپنی کمی کو اس طرح کچھ زیادہ کر رہے ہیں کہ ہماری تعداد کچھ زیادہ نظر آئے خواہ لوگ زندگی بھر حرامکاری کے مرتکب ہوں۔

عورت کیسے سجدہ کرے:

❁ (والمرأۃ تنحفض فی سجودھا وتلزق بطنھا بفخذیھا) لأن ذلک أستر لھا (۲)

عورت سجدہ کرتے وقت پست ہو جائے اور اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے ملا کر رکھے کیونکہ

(۱) الھدایہ از ابوالحسن علی بن ابی بکر الفرغانی رحمہ اللہ ج ۱ ص ۱۲۹ مطبوعہ مکتبہ امام احمد رضا راولپنڈی

(۲) الھدایہ از ابوالحسن علی بن ابی بکر الفرغانی رحمہ اللہ ج ۱ ص ۱۳۰ مطبوعہ مکتبہ امام احمد رضا راولپنڈی

اس میں اس کیلئے پردہ ہے۔

آیئے اس مسئلہ کو بھی ماقبل بیان کی ہوئی احادیث کی روشنی میں دیکھیں تو پتہ چل جائے گا کہ فقہاء کرام نے جو مسائل بیان کئے ہیں وہ احادیث سے ہی حاصل کئے ہیں۔

عورت کی امامت کا تذکرہ فقہاء کرام نے یوں بیان کیا ہے:

❁ (ویکرہ للنساء ان یصلین وحدھن الجماعۃ) لأنھالا تخلو عن ارتکاب محرم وھو قیام الأمام وسط الصف فیکرہ کالعراۃ(وان فعلن قامت الأمام وسطھن) لأن عائشۃ فعلت کذلك وحمل فعلھا الجماعۃ علی ابتداء الاسلام ولأن فی التقدم زیادۃ الکشف۔ (۱)

عورتوں کیلئے مکروہ ہے کہ وہ اکیلے جماعت سے نماز ادا کریں، اسلئے کہ ان کا یہ فعل حرمت (مکروہ تحریمی) کے ارتکاب سے خالی نہیں کیونکہ ان کی امام درمیان میں کھڑی ہوگی، کیونکہ ان کی امام درمیان میں کھڑی ہوگی کیونکہ یہ مکروہ ہے جیسے ننگے لوگوں کا ننگا امام درمیان کھڑا ہوتا ہے، ان کی امامت بھی مکروہ ہے۔ اگر عورتیں جماعت کرائیں تو ان کی امام درمیان میں کھڑی ہو، کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں کی امامت کرائی تو آپ درمیان میں کھڑی ہوئیں۔ آپ کا یہ فعل ابتداء اسلام میں تھا (ورنہ مطلقا عورتوں کی امامت مکروہ ہے) اور عورت درمیان میں کھڑے ہو کر عورتوں کی امامت کرائے کیونکہ اس کے اگے ہونے میں پردہ نہیں رہتا، بلکہ وہ منکشف رہتی ہے۔

آیئے اس مسئلہ کو بھی ماقبل احادیث کی روشنی میں دیکھئے منصف مزاج شخص کہے گا کہ فقہاء کرام نے یہ مسئلہ بھی احادیث مبارکہ سے ہی حاصل کیا ہے۔

عورت کا مردوں کی امامت کرانا حرام ہے:

❁ (ولا یجوز للرجال ان یقتدوا بأمرۃ) لقولہ علیہ الصوۃ والسلام أخروھن من حیث أخرھن اللہ فلایجوز تقدیمھا" (۲)

---

(۱) الھدایہ از ابوالحسن علی بن ابی بکر الفرغانی رحمہ اللہ ج ا ص ۱۴۸ مطبوعہ مکتبہ امام احمد رضا راولپنڈی

(۲) الھدایہ از ابوالحسن علی بن ابی بکر الفرغانی رحمہ اللہ ج ا ص ۱۵۰ مطبوعہ مکتبہ امام احمد رضا راولپنڈی

مردعورتوں کی اقتداءنہیں کر سکتے کیونکہ حدیث پاک میں ہے کہ عورتوں کو مؤخر کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مؤخر کیا ہے۔

(یہ حدیث مصنف عبدالرزاق میں مذکور ہے جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے) اس حدیث پاک سے سمجھ آیا کہ عورتوں کو امامت کیلئے مقدم کرنا جائز نہیں البتہ مرفوع حدیث سے بھی یہ مسئلہ واضح ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

❁ "الخمر جماع الاثم والنساء حبالة الشيطان والشباب شعبة من الجنون "(۱)

شراب کئی گناہوں کا جامع ہے۔ عورتیں شیطان کا جال ہیں، اور جوانی پاگل پن کا حصہ ہے۔

اس حدیث سے بھی واضح ہو رہا ہے کہ عورتوں کو مردوں کی امامت کیلئے آگے کرنے میں فتنہ ہے اس مسئلہ کو بھی پہلے بیان کی ہوئی احادیث سے دیکھیں تو روز روشن کی طرح نکھر کر سامنے آجائے گا کہ یہ مسئلہ بھی احادیث سے ثابت ہے۔

عورت کی صف مردوں اور بچوں سے پیچھے ہو:

❁ (ويصف الرجال ثم الصبيان ثم النساء) (۲)

پہلے مردوں کی صف ہو، پھر بچوں کی پھر عورتوں کی۔

اس مسئلہ پر دلیل حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے۔ جو مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے بیان کی ہے۔

❁ "قال رسول الله ﷺ ليليني منكم اولو الاحلام والنهى ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم" (۳)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے قریب عاقل بالغ کھڑے ہو، پھر وہ جوان کے متصل ہیں (یعنی بچے) پھر وہ جوان سے ملنے والی (عورتیں)۔

(۱) نصب الرایہ بحوالہ جواہر السنا یہ از شیخ الحدیث علامہ بھتر الوی مدظلہ ص ۱۵۰ ج ۱ مطبوعہ مکتبہ امام احمد رضا

(۲) الهدایہ از ابوالحسن علی بن ابی بکر الفرغانی رحمہ اللہ ج ۱ ص ۱۵۱ مطبوعہ مکتبہ امام احمد رضا راولپنڈی

(۳) ایضاً

اب غور فرمائیں کہ ہر مسئلہ کو فقہاء کرام نے قرآن پاک اور احادیث مبارکہ کے دلائل سے پیش کیا ہے۔

مقام توجہ:

امامت، سجود اور قعود میں عورت کا مرد سے فرق جب ظاہر ہو گیا اور اس کی وجہ بھی معلوم ہو گئی کہ اصل میں عورت کے پردے کی وجہ سے ہی یہ فرق ہے۔ تو جہاں جہاں بھی ممکن ہوا تو فرق کر دیا گیا۔ عورت تکبیر تحریمہ میں ہاتھ کانوں تک نہ اٹھائے کیونکہ اس کے بازو زیادہ کھل جائیں تو اس کی بے پردگی پائے جائے گی، لیکن عورت جب اپنے ہاتھ کندھے تک بمشکل اٹھائے گی تو اس کا پردہ برقرار رہے گا، اسی طرح عورت جب ہاتھ باندھتے وقت اپنے ہاتھ پستانوں پر رکھ کر باندھے گی تو اس کا زیادہ پردہ ہوگا۔

﴿اور کئی عبادات میں عورت کا مرد سے فرق﴾

مرد اذان اور اقامت کہے:

کیونکہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن ام مکتوم اور کئی صحابہ کرام نے اذان کہی اور اقامت کہی۔

عورت اذان نہ کہے اور نہ ہی اقامت کہے:

❁ (وکذلك المرأة تؤذن) معناه يستحب ان يعاد ليقع على وجه السنة" (۱)

اسی طرح عورت جب اذان کہے تو اس اذان کو لوٹانا مستحب ہے تاکہ سنت کے مطابق اذان ادا ہو جائے۔

❁ واذان المرأة لايقع على وجه السنة لأنها ان رفعت صوتها ارتكبت حراما وان خفضت أخلت بالمقصود" (۲)

عورت کی اذان سنت کے مطابق نہیں پائی جاتی، کیونکہ اگر وہ بلند آواز سے اذان کہے تو

---

(۱) الهدایہ از ابو الحسن علی بن ابی بکر الفرغانی رحمہ اللہ ج۱ ص۱۰۳ مطبوعہ مکتبہ امام احمد رضا راولپنڈی

(۲) جواہر السنایہ حاشیہ علی "الهدایہ" از علامہ بھترالوی مدظلہ ص۱۰۳ ج۱ مطبوعہ مکتبہ امام احمد رضا راولپنڈی

اس کا بلند آواز سے اذان کہنا حرام ہے (کیونکہ اس کی آواز میں پردہ ہے) اور اگر وہ آہستہ آواز میں اذان کہے تو مقصد ہی حاصل نہیں ہوتا۔

کیونکہ اذان کا مقصد تو لوگوں کو نماز کے وقت کی اطلاع دینا ہے اسی لئے مؤذن اپنی انگلیاں کانوں میں کرتا ہے تاکہ آواز اور زیادہ بلند کرے۔ اسی طرح عورت اقامت نہیں کہہ سکتی، اس مسئلہ میں اجماع علماء ہے، سب سے بڑی بات یہ ہے کہ غیر مقلدین نے بھی ابھی اتنی ترقی نہیں کی کہ وہ عورت کی اذان اور اقامت کو جائز قرار دے دیں۔

عورت کا مردوں کے سامنے بلند اور سریلی آواز سے قرآن پڑھنا حرام ہے:

وجہ اس کی بھی وہی ہے کہ عورت کی آواز میں پردہ ہے۔ ہاں البتہ عورت اندر پردے میں ہو باہر سے مرد حضرت کوئی مسئلہ پوچھیں تو وہ اس کا جواب دے سکتی ہے، جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے صحابہ کرام دروازے کے باہر سے مسائل پوچھا کرتے تھے آپ ان کا جواب دیا کرتی تھیں۔

رسالہ رضائے مصطفیٰ میں مولانا ابوداؤد محمد صادق مدظلہ العالی نے اس کا بہت خوب بھرپور انداز میں رد کیا اس کا عنوان قائم کیا تھا "مقابلہ حسن قرأت زناں یا مقابلہ حسن زناں" حقیقت یہی ہے کہ شریعت کے سنہری اصولوں سے انحراف ایمان کیلئے خطرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ بے دینی پھیلانے سے محفوظ رکھے۔

عورت کو نبی کی ماں، بہن، زوجہ اور بیٹی ہونے کا شرف تو حاصل ہوا لیکن خود کوئی عورت بھی نبی نہیں بن سکی، رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنَاهُ رَجُلًا" (۱) اور اگر ہم نبی کو فرشتہ کرتے جب بھی اسے مرد ہی بناتے، یہ ان کافروں کو جواب دیا گیا جو کہتے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو ہمارے جیسے بشر ہیں، یہ کیسے نبی بن گئے، اللہ تعالیٰ نے اگر نبی بنانا ہوتا تو فرشتے کو نبی بناتا، رب تعالیٰ نے ان کو جواب دیا کہ فرشتہ اگر اپنی اصلی شکل میں آتا تمہیں اس سے فیضان حاصل کرنا مشکل ہوتا۔ فرشتہ اگر آتا بھی تو مرد کی شکل میں ہی آتا۔

(۱) سورۃ الانعام پارہ نمبر ۷ آیت نمبر ۹ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

قرآن پاک میں موسیٰ علیہ السلام کی والدہ مکرمہ کے متعلق بیان ہوا "وَاَوحینا اِلٰی اُمّ مُوسٰی" (۱) ہم نے موسیٰ (علیہ السلام کی والدہ کی طرف وحی کی) اس وحی سے مراد الہام والقاء ہے ،اس میں جبریل کا واسطہ نہیں۔

❁ "والتحقیق أنه لانبوة فی النساء" (۲)
تحقیق یہی ہے کہ عورتوں کو نبوت حاصل نہیں ہوئی۔

اگر عورت جمیع معاملات میں مرد کے برابر ہوتی تو ایک لاکھ چوبیس ہزار یا اس سے کم و بیش انبیاء کرام میں سے کسی ایک عورت کو تو نبوت پر فائز کیا جاتا۔

عورت خاوند کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے:

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کی ایک طویل حدیث میں یہ الفاظ مبارکہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لا تصوم امرأة الاباذن زوجها" کوئی عورت خاوند کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے "اس روزہ سے مراد نفلی روزہ ہے، فرض روزہ میں مرد سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں، بلکہ مرد روکے تو پھر بھی روزہ رکھے۔

دوسری روایت میں واضح طور پر مذکور ہے حضرت ہمام بن منبہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"

لا تصوم امرأة وبعلها شاهد الاباذنه غير رمضان ولاتأذن فی بیته وهو شاهد الاباذنه" (۳)

کوئی عورت خاوند کے موجود ہوتے ہوئے اس کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے سوائے رمضان کے، اور کسی آدمی کو خاوند کی اجازت کے بغیر اس کے گھر میں آنے کی اجازت نہ دے۔

اس روایت میں یہ وضاحت کردی گئی کہ عورت رمضان شریف کا روزہ خود بخود رکھے خاوند سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں، ہاں البتہ نفلی روزے خاوند کی اجازت کے بغیر نہ رکھے۔

---

(۱) سورۃ قصص پارہ ۲۰ آیت نمبر ۷ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
(۲) نبراس شرح عقائد از علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمہ اللہ ص ۳۵
(۳) سنن ابوداؤد باب المرأة تصوم بغیر أذن زوجها ص ۳۵۵ ج ۱ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور

عورت کے حج میں پردے کالحاظ:

احرام میں مرد دو چادریں استعمال کرتا ہے لیکن سلے ہوئے کپڑے یعنی شلوار قمیص مرد اپنے سر کو ننگا رکھتا ہے لیکن عورت کو سر ڈھانپنا پڑتا ہے۔ مرد اپنے پہلے طواف پہلے تین چکروں میں رمل کرتا ہے یعنی کندھوں کو پہلوانوں کی طرح ہلا کر چلتا ہے تیز تیز اکڑ کر چلتا ہے لیکن عورت آرام آرام سے پروقار طریقہ سے چلے، صفا اور مروہ کے درمیان سعی میں نشیبی جگہ (جس کو آجکل سبز ٹیوبوں سے نمایاں کیا گیا ہے) میں مرد دوڑ کر چلے لیکن عورت آرام سے چلے۔

خیال رہے اگر چہ یہ سنت ایک عورت یعنی حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی ہے لیکن جب حضرت ہاجرہ وہاں دوڑی تھیں اس وقت وہاں انسان تو کیا کوئی جانور اور پرندہ تک نہیں تھا، جانور وہاں ہوتے ہیں جہاں پانی ہو، اس لئے اس وقت آپ کا وہاں دوڑنا درست تھا لیکن اب عورت کا دوڑنا درست نہیں کیونکہ وہاں مردوں کا ہجوم ہوتا ہے۔ مرد کو تلبیہ بلند آواز سے پڑھنے کا حکم ہے، عورت کو آہستہ آواز سے مزدلفہ سے منی کی طرف آنے کیلئے مرد طلوع سورج سے پہلے لیکن خوب روشنی میں چلیں، عورتوں کو ہجوم سے بچنے کیلئے پہلے ہی اندھیرے میں بھیجا جا سکتا ہے کہ وہ صبح کی نماز منی میں ادا کریں مرد حضرات دس ذی الحج کو منی میں جمرات کو کنکریاں زوال شمس (سورج ڈھلنے) سے پہلے ماریں لیکن عورتیں ہجوم سے بچنے کیلئے سورج ڈھلنے کے بعد ماریں تو ان کیلئے اس طرح استحبابی ثواب ہوگا جو مردوں کو سورج کے ڈھلنے سے پہلے حاصل ہوتا ہے۔

عورت حج میں قصر کرائے حلق نہ کرائے:

دس ذی الحج کو دم قربانی ھدی کے بعد مرد کیلئے افضل یہ ہے کہ وہ اپنے سر کے بال استرے سے منڈاتے اور اگر قصر کرائے یعنی اپنے سر کے بال انگلی کے پورے کے برابر چھوٹے کرائے تو پھر بھی جائز ہے اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے حج میں حلق یعنی سر منڈانے کو پسند فرمایا اور دعاء فرمائی:

❁ اللھم ارحم المحلقین قالو والمقصرین یا رسول اللہ قال اللھم ارحم المحلقین

قالوا والمقصرين يارسول الله قال والمقصرين" (۱)

اے اللہ! حلق کرانے والوں پر رحم فرما۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قصر کرانے والوں پر، تو آپ نے چوتھی مرتبہ دعاء میں قصر کرانے والوں کو بھی شامل کیا۔

اس سے واضح ہوا کہ آپ کو حلق پسند تھا لیکن عورت حج میں بال نہ منڈائے بلکہ صرف انگلیوں کے پورے کی مقدار چھوٹے کرائے''

❁ (ولا تحلق ولكن تقصر) لماروى ان النبي ﷺ "نهى النساء عن الحلق وأمر بالتقصير ولأن حلق الشعر في حقها مثلة كحلق اللحية في حق الرجل" (۲)

عورت بال منڈائے نہیں بلکہ چھوٹے کرائے، اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو بال منڈانے سے منع فرمایا اور چھوٹے کرنے کا حکم دیا، عورتوں کا بال منڈانا مثلہ بننا ہے یعنی شکل کو بگاڑنا لازم آتا ہے جو جائز نہیں، جیسے مرد کا داڑھی منڈانا اپنی شکل بگاڑنا ہے یہ ناجائز ہے کہ انسان اپنی وہ شکل بنائے جو اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند ہو۔

مرد اور عورت کا چند وجوہ سے فرق بطور خلاصہ:

(۱) مرد ہمیشہ نماز ادا کرسکتا ہے لیکن عورت زمانہ حیض ونفاس میں نماز ادا نہیں کرسکتی۔

(۲) مرد پر جہاد فرض ہے عورت پر سوائے سخت ضرورت کے فرض نہیں۔

(۳) مرد میراث دگنے حصہ کا حقدار عورت مرد سے نصف کی حقدار۔

(۴) مرد چار بیویاں رکھ سکتا ہے، عورت بیک وقت ایک سے زائد خاوند نہیں بنا سکتی۔

(۵) دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے۔

(۶) بعض مقدمات میں عورت کی گواہی بالکل قبول نہیں جیسے شرعی سزاؤں یعنی حدود، رجم وغیرہ میں عورت کی گواہی معتبر نہیں۔

(۷) مرد اکیلا سفر حج کرسکتا ہے، عورت بغیر محرم کے نہیں کرسکتی۔

(۸) نبوت، امامت، سلطنت، مرد کے ساتھ ہی خاص ہیں یہ منصب عورت کو حاصل نہیں۔

---

(۱) صحیح بخاری وصحیح مسلم بحوالہ جواہر السنایہ حاشیہ علی الهدایہ مکتبہ امام احمد رضا

(۲) الهدایہ ازابوالحسن علی بن ابی بکر الفرغانی رحمہ اللہ ج۱ ص۲۰۵ مطبوعہ مکتبہ امام احمد رضا راولپنڈی

(۹) مرد کے ذمہ عورت کا سارا خرچ ہے، عورت کے ذمہ مرد کا خرچ نہیں۔

(۱۰) مرد کی اجازت کے بغیر عورت گھر سے باہر نہیں جاسکتی مرد پر یہ پابندی نہیں۔

(۱۱) مرد پر مہر لازم ہے، عورت پر نہیں۔ مرد کو طلاق دینے کا حق ہے، عورت کو نہیں۔

یہ تمام مندرجہ بالا وجوہ مرد کی شرعی فضیلت پر دلالت کررہی ہیں، اور تمام وجوہ سے مرد اور عورت کا عبادات وغیرہ میں فرق بھی سمجھ آرہا ہے۔ مرد کو عورت پر تکوینی فضیلت بھی حاصل ہے جو مرد اور عورت میں فرق واضح کررہی ہے، عورت کی پیدائش مرد سے ہوئی نہ کہ مرد کی عورت سے، چنانچہ حضرت حواء رضی اللہ عنہا کی پیدائش حضرت آدم علیہ السلام کی نسل سے ہوئی نہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش حضرت حواء سے ہوئی نیز قدرتی طور پر عورت کو ایسے عوارض درپیش رہتے ہیں جن سے وہ انتظامی کام بخوبی سرانجام نہیں دے سکتی۔ چنانچہ حیض ونفاس میں اس کی جسمانی حالت درست نہیں رہتی عورت فطرتی طور پر کمزور پیدا کی گئی، نسوانی آواز کے مقابلہ میں کمزور ہے اور جسمانی طور پر بھی عورت کو وہ طاقت حاصل نہیں جو مرد کو حاصل ہے، زیادہ تفصیل راقم کی کتاب "**اسلام میں عورت کا مقام**" میں دیکھئے۔

موجودہ غیر مقلدین کا اپنے علماء کے اقوال سے انحراف کیوں؟

غیر مقلدین کے عالم وحید الزمان حیدر آبادی اپنی کتاب لغات الحدیث میں فرماتے ہیں:

- "اذا صلت المرأة فلتحتفز اذاجلست واذا سجدت ولا تخوی کما یخوی الرجل"(۱)
جب عورت نماز ادا کرے بیٹھتے ہوئے (جلسہ وقعدہ میں) سمٹ کررہے، اور جب سجدہ کرے تو مرد کی طرح اعضاء کو ایک دوسرے سے ہٹا کر نہ رکھے۔

اور علامہ وحید الزمان حیدر آبادی ہی اپنی کتاب "نزل الابرار من فقہ النبی المختار" میں فرماتے ہیں۔

- الاان المرأة ترفع یدیھا عند التحریم الی ثدییھا ولا تخوی فی السجود کالرجل بل تنحفض وتلصق وتضم بطنھا بفخذیھا" (۲)

(۱) لغات الحدیث از علامہ وحید الزمان حیدر آبادی جلد اول کتاب ص ۹۸

(۲) نزل الابرار من فقه النبی المختار از علامہ وحید الزمان حیدر آبادی جلد ا ص ۸۵

مگر یہ کہ بیشک عورت اپنے ہاتھوں کو تکبیر تحریمہ کے وقت اپنے پستانوں (چھاتی) کے برابر اٹھائے اور سجدہ میں مرد کی طرح اپنے اعضاء کو ایک دوسرے سے اٹھا کر جدا جدا نہ رکھے بلکہ سجدہ پست ہو کر کرے اور اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے ملا کر (چمٹا کر) رکھے۔

غیر مقلدین کے عالم عبدالجبار بن عبداللہ غزنوی نے بھی اپنے فتاوی میں مرداورعورت کی نماز میں فرق والی حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرمایا۔

''اور اسی پر تعامل اہل سنت و مذاہب اربعہ وغیرہ چلا آیا ہے۔اور یہ فرمایا کہ ''غرض یہ کہ عورتوں کا انضمام (اعضاء کو ملانا) اور انخفاض (پست ہو کر سمٹ کر) نماز ادا کرنا) احادیث وتعامل جمہور اہل علم از مذاہب اربعہ وغیرھم سے ثابت ہے اور اس کا منکر کتب احادیث سے اور تعامل اہل علم سے بے خبر ہے۔{واللہ اعلم حررہ عبدالجبار عفی عنہ} (۱)

موجودہ غیر مقلدین کا یہ دعوی کہ مرداورعورت کی نماز میں کوئی فرق نہیں، یہ ان کے اپنے علماء کے فتاوی کے مطابق ان کی جہالت پر دلالت کر رہا ہے کہ ''وہ کتب احادیث اور تعامل اہل علم سے بے خبر ہیں''

مذاہب اربعہ کو دیکھتے چلے جائیں

مذہب حنفی:

"والمرأة تنحفض وتلزق بطنها بفخذ يها لأنه أستر لها فانها عورة مستورة" (۲)

عورت پست ہو کر اور پیٹ کو رانوں سے ملا کر سجدہ کرے کیونکہ اس میں اس کا پردہ ہے اس لئے کہ عورت پردے والی چیز ہے۔

اس کے بعد انہوں نے بطور دلیل مراسیل ابی داود سے حدیث نقل کی، جس کا ذکر راقم نے پہلے کر دیا ہے۔لوٹانے کی ضرورت نہیں، پچھلے اوراق میں دیکھا جائے۔البحر الرائق اور تبیین الحقائق للزیلعی میں مرداورعورت کی نماز میں دس وجہ سے فرق بیان کیا گیا ہے۔

---

(۱) فتاوی غزنویہ از علامہ عبدالجبار عفی عنہ ص ۲۷۔۲۸

(۱) فتاوی علماء اہل حدیث جلد ۳ ص ۱۴۹

(۲) البحر الرائق بحوالہ کشاف الحقائق حاشیہ کنز الدقائق از علامہ بھترالوی مدظلہ العالی ضیاء العلوم پبلی کیشنز

❁ ترفع يديها الى منكبيها وتضع يمينها على شمالها تحت ثديها ولا تجا فى بطنها عن فخذيها وتبلغ رؤوس أصابعها ركبتيها، ولا تفتح ابطيها فى السجود وتجلس متوركة فى التشهد، ولا تفرج أصابعها فى الركوع، ولا تؤم الرجال وتكره جماعتهن ويقوم الامام وسطهن" (۱)

(۱) عورت اپنے ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھائے۔

(۲) اور عورت اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں پر پستانوں کے نیچے (چھاتی) پر رکھے۔

(۳) عورت اپنے پیٹ کو اپنے رانوں سے دور نہ رکھے۔

(۴) اور عورت اپنے ہاتھوں کو اپنی رانوں پر رکھے کہ یہاں تک کہ اس کی انگلیوں کے سرے اس کے گھٹنوں تک پہنچیں۔

(۵) اور عورت سجدے میں اپنے بغلوں کو کھولے نہیں (یعنی اپنے بازوؤں کو پہلوؤں سے دور نہ رکھے)

(۶) اور تشہد میں عورت اپنے پاؤں کو ایک طرف نکال کر بیٹھے۔

(۷) اور عورت رکوع میں انگلیوں کو نہ کھولے۔

(۸) اور عورت مردوں کی امامت نہیں کرا سکتی۔

(۹) عورت کا عورتوں کی امامت کرانا بھی مکروہ ہے۔

(۱۰) اور عورت اگر عورتوں کی امامت کرائے تو صف کے درمیان کھڑی ہو (آگے نہ کھڑی ہو) بلکہ گیارہویں وجہ فرق مجتبی میں بیان کی گئی "انها لا تنصب اصابع القدمين"" کہ عورت سجدہ میں اپنے قدم کھڑے نہ رکھے۔

مالکی مذہب:

❁ "وأما المرأةفتكون منضمة فى سجودها وجلوسها وأمرها كله" (۲)

لیکن عورت اپنے سجدہ اور بیٹھنے (جلسہ اور قعدہ) میں اعضاء کو ملا کر رکھے اور سمٹ کر

---

(۱) البحر الرائق بحوالہ جواہر السنا یہ از علامہ بھتر الوی مدظلہ ص ۱۳۰ مطبوعہ مکتبہ امام احمد رضا راولپنڈی

(۲) التاج والاكليل لمختصر خليل ج ۲ فصل فی فرائض الصلوة

رہے، نماز میں تمام کاموں میں پست ہو کر رہے۔

شافعی مذہب:

✿ وأحب للمرأة فی السجود ان تضم بعضها الی بعض وتلصق بطنها فخدیها وتسجد کأستر ما یکون لها وهکذا أحب لها فی الرکوع الجلوس وجمیع الصلوة ان تکون فیها کأستر ما یکون لها" (۱)

سجدہ میں عورت کیلئے پسندیدہ عمل یہی ہے کہ وہ بعض اعضاء کو بعض سے ملا کر رکھے اور پیٹ کو رانوں سے ملائے۔ اور سجدہ کرتے ہوئے پردے کا لحاظ کرے، اور اسی طرح رکوع اور جلسہ اور تمام نماز میں پردے کا لحاظ کرے۔

حنبلی مذہب:

✿ الاان المرأة تجمع نفسها فی الرکوع والسجود وتجلس متربعة أوتسدل رجلیها فتجعلهما فی جانب یمینها" (۲)

مگر بات یہی ہے کہ بیشک عورت رکوع اور سجود میں اپنے آپ کو ملا کر رکھے، یعنی اعضاء کو اعضاء سے ملائے، اور چوکڑی مار کر بیٹھے، یا پاؤں کو ایک طرف نکال لے اور اپنی دائیں جانب کرلے۔

تھوڑا آگے چل کر ابن قدامہ رحمہ اللہ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا قول نقل فرماتے ہیں۔

✿ "قال علی کرم الله وجهه اذا صلت المرأة فلتحتفز ولتضم فخذیها" (۳)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں جب عورت نماز ادا کرے تو سمٹ کر رہے اور اپنی رانوں کو ملا کر رکھے۔

میرے حنفی بھائیو:

میرا مقصد نہ کسی سے مناظرہ ہوتا ہے اور نہ ہی یہ مقصد ہوتا ہے کہ غیر مقلدین میری بات

---

(۱) کتاب الأم از امام شافعی رحمه الله ج ۱ ص ۱۱۵ باب التجافی فی السجود

(۲) المغنی ابن القدامة باب صفة الصلوة

(۳) ایضاً

مان جائیں گے، جو بات انہیں پسند نہ آئے وہ تو اپنے علماء کی بھی نہیں مانتے۔ میرا مقصد تو صرف یہ ہوتا ہے کہ حنفی حضرات غیر مقلدین کے جال میں نہ پھنسیں۔

غیر مقلدین کا ورغلانے کا طریقہ:

جب ان سے بات کریں تو وہ جب پھنستے ہوئے نظر آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تو صرف صحاح ستہ کی حدیثوں کو مانتے ہیں، جب صحاح اربعہ میں بھی پھنستے ہیں تو کہتے ہیں کہ صرف بخاری اور مسلم سے حدیث نکال کر دو، جب مسلم کی کسی حدیث میں پھنستے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو صرف بخاری کی حدیث مانتے ہیں، یہ سب ان کے باطل ہتھکنڈے ہیں مقدمہ مشکوۃ میں دیکھئے۔

- "الاحاديث الصحيحة لم تنحصر في صحيح البخاري ومسلم ولم يستوعب الصحاح كلها بل هما ينحصر ان في الصحاح والصحاح التي عند هما وعلى شرطهما ايضالم يوردا هما في كتابيهما ففضلا عما عند غير هما" (١)

صحیح احادیث صحیح بخاری اور مسلم میں منحصر (بند) نہیں، اور نہ ہی یہ دونوں کتابیں تمام صحیح احادیث کو اپنے اندر شامل کئے ہوئے ہیں جو احادیث بخاری اور مسلم کے نزدیک صحیح ہیں یا ان کی شرائط کے مطابق صحیح ہیں وہ بھی تمام ان کتب میں نہیں، چہ جائیکہ جو احادیث ان دونوں کے بغیر محدثین کے نزدیک صحیح ہیں وہ ان میں ہوں۔

بخاری رحمہ اللہ خود کہتے ہیں:

- قال البخاري ما اوردت في كتابي هذا الا ما صح ولقد تركت كثيرا من الصحاح"

بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا میں نے اس کتاب میں نہیں ذکر کیں مگر صحیح، لیکن میں نے بہت ہی صحیح احادیث کو ذکر نہیں کیا۔

- "ونقل عن البخاري انه قال حفظت من الصحاح مائة الف حديث"

بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں مجھے ایک لاکھ صحیح حدیثیں یاد ہیں۔

---

(١) مقدمہ مشکوۃ از شیخ عبد الحق محدث دہلوی ص ۷ مطبوعہ ایچ۔ایم سعید کراچی
(٢) ایضاً
(٣) ایضاً

بخاری میں حدیثوں کی تعداد:

❁ ومبلغ ما أورد فی ھذا الکتاب مع التکرار سبعة آلاف ومأتان وخمس وسبعون حدیثا وبعد حذف التکرار اربعة آلاف" (۱)

بخاری شریف میں کل سات ہزار دوسو پچھتر حدیثیں ہیں۔ اور اگر تکرار کو حذف کریں تو چار ہزار حدیثیں ہیں۔

امام مسلم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

❁ وقال مسلم الذی اوردت فی ھذا الکتاب من الاحادیث صحیح ولا أقول ان ما ترکت ضعیف" (۲)

مسلم رحمہ اللہ نے فرمایا میں نے اس کتاب میں جو حدیثیں ذکر کی ہیں وہ صحیح ہیں، لیکن میں یہ نہیں کہتا کہ جن حدیثوں میں نے چھوڑا ہے وہ ضعیف ہیں۔

تنبیہ: اگرچہ بخاری و مسلم کا اپنا دعویٰ تو ہے کہ ہم نے صرف صحاح احادیث ذکر کی ہیں لیکن شرح نخبۃ الفکر اور اس کے حاشیہ میں ہے کہ ان میں بھی حسان اور ضعاف پائی گئی ہیں۔

مستدرک حاکم کی وجہ تسمیہ:

❁ "المستدرک بمعنی ان ما ترکہ البخاری ومسلم من الصحاح اوردہ فی ھذا الکتاب وتلافی واستدرك" (۳)

حاکم ابو عبداللہ نیشاپوری رحمہ اللہ نے احادیث کو جمع کیا کتاب کا نام "المستدرک" رکھا اس کی وجہ ہی یہ ہے کہ بخاری مسلم جو صحیح احادیث نہیں ذکر کیں ان کو ذکر کر کے "تلافی مافات" کردی، یعنی رہ جانے والی احادیث کو ذکر کر دیا۔

بخاری و مسلم میں صحیح احادیث کو بند کرنے میں خرابی:

❁ وقال ان البخاری ومسلم لم یحکما بانه لیس احادیث صحیحة غیر ما خرجاه فی

(۱) مقدمہ مشکوۃ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ ص ۸ مطبوعہ ایچ۔ ایم سعید کراچی
(۲) مقدمہ مشکوۃ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ ص ۷ مطبوعہ ایچ۔ ایم سعید کراچی
(۳) ایضاً

هذين الكتابين وقال قد حدث في عصر نا هذا فرقة من المبتدعة اطالوا السنتهم بالطعن على أئمة الدين بان مجموع ماصح عند كم من الاحاديث لم يبلغ زهاء عشرة آلاف: (۱)

بخاری یا مسلم نے یہ کوئی فیصلہ نہیں کیا کہ انہوں نے ان دو کتابوں میں جو حدیثیں ذکر نہیں کیں وہ ضعیف ہیں علامہ نیشاپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہمارے زمانہ میں ایک بدعتی فرقہ پیدا ہو گیا جو ائمہ دین پر، طعنہ کی زبانیں بلند کرتا ہے کہ تمہارے پاس تو صرف صحیح حدیثیں دس ہزار کی مقدار ہیں۔

صحاح ستہ کے نام:

صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابی داود، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ۔

تغلیباً صحاح ستہ کہا گیا ہے:

"وفي هذه الكتب الاربعة اقسام من الاحاديث من الصحاح والحسان والضعاف وتسميتها بالصحاح الست بطريق التغليب" (۲)

ان چار کتابوں (ترمذی، ابوداود، نسائی، ابن ماجہ) میں احادیث کی قسمیں یعنی صحیح، حسن اور ضعیف پائی جاتی ہیں، اس لئے زیادہ صحیح احادیث کا اعتبار کرتے ہوئے ان کو صحاح ستہ کہا گیا ہے۔ اور تحقیق کی رو سے بخاری اور مسلم میں بھی حسان وضعاف ہیں اگرچہ بہت کم تعداد میں۔

صحاح ستہ مشہور کیوں ہوئیں:

دینی مدارس کے کورس میں آخری سال دورۂ حدیث میں یہی چھ کتابیں پڑھائی جاتی ہیں اس لئے زیادہ مشہور ہو گئیں۔

"وعند البعض المؤطا بدل ابن ماجة وصاحب جامع الأصول اختار المؤطأ" (۳)

---

(۱) مقدمہ مشکوۃ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ ص ۷ مطبوعہ ایچ۔ایم سعید کراچی

(۲) مقدمہ مشکوۃ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ ص ۸ مطبوعہ ایچ۔ایم سعید کراچی

(۳) ایضاً

بعض حضرات کے نزدیک صحاح ستہ میں ابن ماجہ کی جگہ مؤطأ امام مالک شامل ہے صاحب جامع الأصول نے بھی مؤطأ کو ہی صحاح ستہ میں شامل کرنے کو پسند کیا ہے لیکن مؤطا صحاح ستہ میں اسی لئے مشہور نہ ہوسکی کہ یہ دینی مدارس میں آخری سال سے پچھلے سال میں پڑھائی جاتی ہے۔

❁ وقال بعضهم کتاب الدارمی أحری وأليق بجعله سادس الکتب لأن رجاله اقل ضعفا ووجودالاحاديث المنکرة والشاذ فيه نادر وله اسانيد عالية وثلاثية اکثر من ثلاثيات البخاری" (۱)

بعض حضرات نے کہا ہے کہ دارمی کو صحاح ستہ کی چھٹی کتاب کے طور پر شامل کرنا زیادہ مناسب اور زیادہ لائق ہے، کیونکہ اس کے راویوں میں ضعیف بہت ہی کم ہیں اور اس کی سندیں عالی ہیں، کیونکہ تین راوی یکے بعد دیگرے جن احادیث کے راوی ہوں ان کو ثلاثیات کہا جاتا ہے۔ ثلاثیات دارمی میں بخاری سے بھی زیادہ ہیں کہ تین سندوں سے احادیث رسول اللہ ﷺ تک پہنچتی ہیں لیکن دارمی کے مشہور نہ ہونے کی وجہ بھی یہی ہے کہ یہ دینی مدارس کے کورس میں شامل نہیں۔

صحاح ستہ کی طرح پچاس سے زائد کتب احادیث موجود ہیں:

❁ ولقد أورد السيوطی فی کتاب جمع الجوامع من کتب کثيرة يتجاوز خمسين مشتملة علی الصحاح والحسان والضعاف" (۲)

علامہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب جمع الجوامع میں کثیر کتب احادیث کا ذکر کیا جو صحیح حسن اور ضعیف احادیث پر مستمل ہیں، یہی اقسام احادیث صحاح ستہ میں بھی شامل ہیں۔

مشہور کتب احادیث جن میں صحیح احادیث زیادہ تعداد میں پائی گئی ہیں:

مستدرک حاکم، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان، صحیح ابن عوانہ، صحیح ابن السکن، صحیح

(۱) مقدمہ مشکوۃ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ ص ۸ مطبوعہ ایچ۔ ایم سعید کراچی
(۲) مقدمہ مشکوۃ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ ص ۹ مطبوعہ ایچ۔ ایم سعید کراچی

المنتقی لابن الجارود، یہ تمام کتب صحیح کے نام سے مختص ہیں، ان میں صحیح حدیثیں زیادہ تعداد میں ہیں۔

بعض حضرات نے تو ان پر جرح کی ہے تعصب کے طور پر، ان متعصبین نے تو بعض صحیح حدیثوں کو اور بعض حسن حدیثوں کو ضعیف کہہ دیا ہے بلکہ بعض متعصبین نے تو صحیح یا حسن یا ضعیف کو موضوع کہہ دیا ہے۔ یہی ظلم عظیم ہے۔

ہاں! البتہ بعض نے جرح کی ہے انصاف سے، منصفین نے اگر کسی حدیث کو ضعیف کہا ہو تو اسے ضعیف ہی کہا جائے گا۔ لیکن اس میں بھی ایک منصف نے اگر کسی حدیث کو ضعیف کہا ہو اور دوسرے نے حسن تو بعد میں آنے والے حضرات بھی متقدمین کے طریقہ پر حسن یا ضعیف کہہ سکتے ہیں مقدمہ مشکوۃ میں مختصر الفاظ کا یہی مطلب ہے جو راقم نے وضاحت سے ذکر کر دیا ہے وہ الفاظ یہ ہیں:

❁ "وهذه الكتب كلها مختصة بالصحاح ولكن جماعة انتقدوا عليها تعصبا أو انصافا وفوق كل ذي علم عليم" (۱)

اور مشہور کتب احادیث جو صحاح پر مشتمل ہیں:

موطا امام مالک، موطا امام محمد، مسند امام شافعی، مسند امام احمد، دارمی، دارقطنی، بیہقی، رزین، اجمل، مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق، ان میں صحاح، حسان، ضعاف احادیث پائی گئی ہیں۔ پچاس سے زائد کتب احادیث میں جب صحیح حدیثیں ملتی ہیں تو صرف صحاح ستہ کی رٹ لگانا جہالت نہیں تو اور کیا ہے؟

عبد الرزاق بھترالوی، حطاروی

(۱) مقدمہ مشکوۃ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ ص ۹ مطبوعہ ایچ۔ ایم سعید کراچی

محقق العصر شیخ الحدیث علامہ عبدالرزاق بھترالوی حطاروی مدظلہ العالی کی گرانقدر تصانیف

نمبر	کتاب	نمبر	کتاب
۱	تفسیر نجوم الفرقان ج ۱	۲۶	میزان الصرف (اردو حاشیہ)
۲	تفسیر نجوم الفرقان ج ۲	۲۷	مراح الارواح (اردو حاشیہ)
۳	تفسیر نجوم الفرقان ج ۳	۲۸	نورالایضاح (عربی حاشیہ)
۴	تفسیر نجوم الفرقان ج ۴	۲۹	مختصر القدوری (عربی حاشیہ)
۵	تفسیر نجوم الفرقان ج ۵	۳۰	کنزالدقائق (عربی حاشیہ)
۶	تفسیر نجوم الفرقان ج ۶	۳۱	الھدایہ ج اول (عربی حاشیہ)
۷	تفسیر نجوم الفرقان ج ۷	۳۲	الھدایہ ج دوم (عربی حاشیہ)
۸	تفسیر نجوم الفرقان ج ۸	۳۳	الھدایہ ج سوم (زیر طبع)
۹	تفسیر نجوم الفرقان ج ۹ (زیر طبع)	۳۴	الھدایہ ج چہارم (زیر طبع)
۱۰	تفسیر نجوم الفرقان ج ۱۰ (زیر طبع)	۳۵	تلخیص المفتاح (عربی حاشیہ)
۱۱	تذکرۃ الانبیاء	۳۶	سراجی فی المیراث (عربی حاشیہ)
۱۲	موت کا منظر	۳۷	خلاصہ مناظرہ رشیدہ (اردو)
۱۳	شمع ہدایت	۳۸	خلاصہ حسامی (اردو)
۱۴	تسکین الجنان فی محاسن کنزالایمان	۳۹	خلاصہ سراجی (اردو)
۱۵	نماز حبیب کبریا	۴۰	خلاصہ شرح نخبۃ الفکر (اردو)
۱۶	اسلام میں عورت کا مقام	۴۱	خلاصہ توضیح وتلویح (اردو)
۱۷	سبز عمامہ کی برکتوں سے کذاب جل اٹھے	۴۲	خلاصہ شرح معانی الآثار (زیر طبع)
۱۸	عصمت انبیاء	۴۳	میلاد مصطفیٰ ﷺ
۱۹	عقیدہ حاضروناظر	۴۴	فضائل رمضان
۲۰	اذان کے ساتھ درود شریف مستحب ہے	۴۵	شب برأت سے روکنے کی ناپاک جسارت
۲۱	اقامت بیٹھ کر سننا مستحب ہے	۴۶	نماز کے بعد ذکر ودعا مستحب ہے
۲۲	ایصال ثواب امر مستحب ہے	۴۷	اذان میں انگوٹھے چومنا مستحب ہے
۲۳	تکریم والدین مصطفیٰ ﷺ	۴۸	شمائل ترمذی
۲۴	احکام مساجد	۴۹	تحفہ حفاظ
۲۵	مرد اور عورت کی نماز میں فرق	۵۰	سود کی تباہ کاریاں (زیر طبع)

مکتبہ امام احمد رضا کری روڈ شکریال راولپنڈی 0321.5098812

قابلِ مُطالعہ کتابیں








